ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

25 تا 31 جنوری 2007ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

دل یا شکم؟

حقیقت زندگانی: چند حقائق

صدام کو پھانسی

اسلام اور مغربیت کی کشمکش

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

انسانی رویے

اور اب کعبہ کی بیٹیاں!

قافلۂ حجاز میں ایک بھی حسینؓ نہیں

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

احیائے اسلام کا عمل اب نہیں رکے گا

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلامی تہذیب کے احیاء کا پراسیس اب رکے گا نہیں، تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہمیں مسلمانوں سے بہت زیادہ امیدیں ہیں۔ یہ بات نہیں، ہمیں پتہ ہے کہ مسلمان ابھی کمزور ہیں بلکہ بہت کمزور ہیں۔ دراصل جو چیز اس تہذیب کے احیاء کا سبب بن رہی ہے وہ خود مغربی تہذیب ہے۔

مغربی تہذیب بوڑھی ہو چکی ہے اور مر رہی ہے۔ شمع جب بجھنے کو ہوتی ہے تو اس کا شعلہ ایک دفعہ زور سے بھڑکتا ہے، اور جس طرح مرنے والے آدمی کو مرنے سے کچھ لمحے پہلے طاقت کا ایک جھٹکا لگتا ہے اور وہ سنبھل کر باتیں کرنے لگتا ہے، اسی طرح مغربی تہذیب کی بجھتی شمع کا شعلہ بجھنے سے پہلے آخری بار زور سے بھڑک رہا ہے۔ اس کے قہر کا سارا رخ ملت اسلامیہ کی طرف ہے۔ اس وقت مغرب مغلوب الغضب ہو کر مسلم ممالک پر ٹوٹ پڑا ہے۔ اس کی ساری توپوں کا رخ اسلام کی طرف ہے۔ وہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے کر کچلنا چاہتا ہے اور کچل رہا ہے لیکن اس سب کا نتیجہ کیا نکلا؟ ایک رپورٹ کے مطابق 11 ستمبر کے واقعے کے چند ماہ بعد چونتیس ہزار امریکی مسلمان ہو گئے۔ اور اسلام مغرب میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن گیا، اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اسلام کی اس کامیابی کا سہرا مسلمانوں کے سر نہیں، مغرب اور اس کے سرخیل امریکہ کے سر ہے۔

مغرب اور امریکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیوں ہیں؟ صرف اس لیے کہ اسلام ان کا واحد مدمقابل ہے (کمیونزم تو شکست کھا کر مٹ چکا)۔ وہ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں تاکہ وہ خود بچ سکیں اور وہ اپنی آقائی کا ڈھنڈورا پیٹ سکیں اور مغربی تہذیب مستحکم ہو سکے، لیکن اسی میں ان شاء اللہ اسلام کا احیاء ہے۔ وہ جتنا اسلام کو دبانے کی کوشش کریں گے، وہ اتنا ہی ابھرے گا۔

مسلم نشاۃ ثانیہ: اساس اور لائحہ عمل

ڈاکٹر محمد امین

الھدیٰ (263)

سورۃ المائدہ
(آیت:48)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾ ﴾

''اور (اے پیغمبرؐ) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے تو جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آ چکا ہے اس کو چھوڑ کر اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ ہم نے تم میں سے ایک (فرقے) کے لئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اُس نے تم کو دیئے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے سو نیک کاموں میں جلدی کرو' تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں تم کو اختلاف تھا وہ تم کو بتا دے گا۔''

اور اے نبی ﷺ! ہم نے آپؐ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی۔ یہ کتاب بھی اُن (دونوں) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اس کے سامنے موجود ہیں' البتہ یہ اُن کی نگران بن کر آئی ہے۔ سابقہ کتابوں میں جو تحریفات ہوگئی تھیں' اب اس کے ذریعے اُن کی تصحیح ہو رہی ہے۔ اس طرح یہ اُن کتابوں کے لئے کسوٹی ہے' جس پر انہیں پرکھا جائے گا۔ گزشتہ کتابوں کی کوئی تعلیم اگر قرآن کے خلاف ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تعلیم اصل نہیں بلکہ محرف ہے۔ تو (اے پیغمبر) آپؐ ان کے درمیان اُسی شریعت (قانون) کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ نے نازل فرمائی۔ اور ان کی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اس حق سے منحرف نہ ہوں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؐ کے پاس آیا ہے۔

ہم نے تم سب کے لئے ہم نے ایک شریعت' ایک طریقہ کار طے کر دیا ہے۔ اگر چہ یہ بات واضح ہے کہ شریعت موسویؑ اور شریعت محمدی ﷺ میں فرق ہے مگر بالعموم اس بات کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی جاتی۔ موسیٰ علیہ السلام کا منہاج اور تھا۔ وہ ایک مسلمان امت کے لیے بھیجے گئے تھے' وہ امت جو دبی اور پسی ہوئی تھی۔ دینی اعتبار سے انتہائی کمزور اور زوال کا شکار تھی۔ اُس میں اخلاقی خرابیاں موجود تھیں اور وہ قوم آل فرعون کا تختہ ستم بنی ہوئی تھی۔ چنانچہ موسیٰؑ کے مقاصد بعثت میں یہ چیز بھی شامل تھی کہ وہ اس بگڑی ہوئی مسلمان امت کو کافروں کے تسلط اور غلبے سے نجات دلائیں اور اِس کا ایک خاص طریق کار تھا' جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک مسلمان امت کے لئے مبعوث کئے گئے۔ یہ لوگ یہود تھے۔ اُن کے علماء کے اندر بہت سا فتور آ گیا تھا۔ معاشرے میں اخلاقی اور روحانی گراوٹ پیدا ہو چکی تھی۔ دین کے صرف ظاہری احکام اور قانونی پہلو اُن کی توجہات کا مرکز تھے' مقاصد دین اور روح دین نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تھی۔ اس اعتبار سے حضرت مسیحؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص منہاج اور طریق کار عطا فرمایا۔

حضرت محمد ﷺ کا معاملہ دونوں سے مختلف ہے۔ آپؐ کو اُن لوگوں میں مبعوث فرمایا گیا جو امی تھے اور کسی نبی کے نام سے بھی واقف نہیں تھے' سوائے ابراہیمؑ کے۔ انہیں بھی وہ نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ جد امجد کے طور پر جانتے تھے۔ ان لوگوں کے پاس کوئی کتاب یا شریعت نہ تھی۔ آپؐ نے ان لوگوں میں دعوت و تبلیغ کے ذریعے صحابہ کرامؓ کی ایک پاکیزہ جماعت تیار کی' جس نے آئمہ کفر کے خلاف جہاد و قتال کیا اور بالآخر اللہ کے دین کو نافذ کیا۔

ہم نے سب کے لئے ایک شریعت اور ایک طریق کار معین کیا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن اللہ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ تم کو جو کچھ اُس نے دیا اُس میں وہ تمہیں آزمائے۔ اب ہمارے لئے اصل اسوہ نہ حضرت موسیٰؑ ہیں نہ حضرت عیسیٰؑ' بلکہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اسی طور سے غلبۂ دین حق کے لئے جدوجہد کرتے رہیں جس طور سے حضور ﷺ نے اللہ کے دین کو برپا کیا۔

پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو' تم سب کا لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔ پھر وہ تمہیں جتلا دے گا اُن چیزوں کے بارے میں جن میں تم اختلاف کرتے رہے تھے۔

فرمانِ نبویؐ

گناہ کے بعد توبہ

چودھری رحمت اللہ بٹر

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْسُطُ یَدَہٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّھَارِ وَیَبْسُطُ یَدَہٗ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا)) [رواہ مسلم]

حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ دن میں گناہ کرنے والا رات کو توبہ کرے اور دن کو اپنا دست قدرت پھیلاتے ہیں تاکہ رات کو گناہ کرنے والا دن کو توبہ کرے (یہ معافی کا سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا) یہاں تک کہ (قربِ قیامت) مغرب سے سورج طلوع ہو۔''

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانانِ پاکستان فیصلہ کریں: دل یا شکم؟

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اِس کی اساس اسلام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مقتدر انگریز اور منظم ہندو کی شدید مخالفت کے باوجود پاکستان کا معرضِ وجود میں آ جانا ایک معجزہ ہے اور یہ معجزہ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللّٰہ'' کے نعرہ کے طفیل رونما ہوا۔ پاکستان کی پہلی نیشنل اسمبلی نے' جس کے ہر ہر رکن نے قیامِ پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا تھا' قراردادِ مقاصد منظور کر کے اِس دعویٰ پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مسلمانانِ ہند نے جان' مال اور عزت کی قربانی صرف اور صرف اِس لئے دی تھی تاکہ پاکستان کے نام سے ایک اسلامی فلاحی ریاست قائم ہو سکے۔ معمار پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے درجنوں خطابات موجود ہیں' جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام پاکستان کے قیام کی واحد بنیاد ہے۔ خصوصاً اُن کا یہ کہنا کہ چودہ سو سال پہلے قرآن کی صورت میں پاکستان کا آئین تشکیل دے دیا گیا تھا' اُن کی سوچ اور فکر کی سمت کا تعین کرتا ہے۔

اِن حقائق کی موجودگی میں یہ کہنا کہ قیامِ پاکستان کا مقصد خالص اسلامی فلاحی ریاست کا قیام نہیں بلکہ مسلمانوں کا ایک ملک بنانا تھا' ڈھٹائی اور میں نہ مانوں کی بدترین مثال ہے۔ سیکولر ذہنیت کے حامل لوگ قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کو کھینچ تان کے اور اُس کی من مانی تاویلات کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام قیامِ پاکستان کی بنیاد نہیں تھا حالانکہ قائداعظم کی اِس تقریر کا مغز اور روح یہ تھی کہ پاکستان میں غیر مسلم کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا جائے گا۔ اِن سیکولر عناصر میں بعض تو محض دانشوری بگھار رہے ہیں' لیکن اکثر کا معاملہ یہ ہے کہ وہ مقتدر طبقہ سے دام کھرے کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ روزِ اوّل سے ہی وڈیروں اور جاگیرداروں نے اقتدار پر بالواسطہ قبضہ کر لیا تھا لیکن لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد اِن ظالموں نے سول اور ملٹری بیوروکریسی کی مدد سے پاکستان پر مکمل اور بلاواسطہ قبضہ کر لیا' اور اُن کا یہ قبضہ آج کے دن تک برقرار ہے' کبھی انتخابات کا ڈھونگ رچا کر اور کبھی مارشل لاء لگا کر۔ انتخابات ہوں تو چچا اسمبلی کا ممبر بن جاتا ہے' اور مارشل لاء لگے تو بھتیجا وزیر بن جاتا ہے۔ اقتدار کے اِن پجاریوں کو اسلام کا عادلانہ نظام کیسے راس آ سکتا تھا۔ اِس استحصالی گروہ نے ایک محدود طبقے میں ملکی وسائل کی بندر بانٹ سے صنعتکاروں اور بڑے تاجروں کا ایک گروپ پیدا کیا جو عوام کی رگوں سے خون نچوڑتے ہیں' پھر مل جل کر یہ جام عیش نوش کرتے ہیں۔ میراتھن ریس اور بسنت جیسے مشاغل سے دل بہلاتے ہیں جب کہ پچانوے فیصد عوام کو مہنگائی اور بیروزگاری کے شکنجے میں یوں کس دیا ہے کہ نہ انہیں سوچنے کی فرصت ہے اور نہ سر اٹھانے کی ہمت ہے۔ وہ زندگی بسر نہیں کر رہے بلکہ زندگی انہیں گھسیٹ رہی ہے۔ وہ جان اور جسم کا رشتہ برقرار رکھنے کی جدوجہد میں جان ہار جاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانانِ پاکستان اِس اذیت ناک زندگی سے نجات حاصل کر سکتے ہیں؟ ہماری رائے میں یقیناً کر سکتے ہیں اگر وہ لوٹ کر پیچھے کی طرف دیکھیں' چاہے اسلام کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں یا پاکستان کی تاریخ پر۔ جب اسلام اُن کی زندگیوں میں رچا بسا تھا اور اسلام بحیثیت نظام قائم تھا تو قیصر و کسریٰ کے محلات کچے گھروندوں کی طرح زمین بوس ہو گئے۔ وہ سمندر کا سینہ چیرتے ہوئے یورپ جا پہنچے۔ وہ صحراؤں کو روندتے ہوئے شمالی افریقہ پہنچ گئے۔ جب ہندوستان میں ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللّٰہ'' کا نعرہ بلند کیا تو وہ انگریز جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا' سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور وہ ہندو جو ہندوستان کو مقدس ماتا کہتا تھا' اُس کی تقسیم پر راضی ہو گیا۔ لیکن یہ نعرہ ہمارے اذہان و قلوب میں راسخ نہ ہو سکا اور کوئی عملی صورت اختیار نہ کر سکا اور فضا میں تحلیل ہو گیا۔ پھر جیسے غبارے کی ہوا نکل جائے یا پرندے کے پر کٹ جائیں تو وہ زمین پر آ گرتا ہے' ہم بلندیوں اور رفعتوں کو پا لینے کی بجائے زمین پر آ گرے' اور دنیا ہمیں مسل رہی ہے۔ اب فیصلہ ہمیں خود کرنا ہے۔ اگر ذاتی اور وقتی فائدے کے لئے یہ ذلت و رسوائی برداشت کرتے رہے تو ہمیں بھی اِس استحصالی طبقے سے درخواست کرنا پڑے گی کہ ''جوتیاں مارنے والوں کی تعداد بڑھاؤ'' تاکہ ہم زندگی کو تیزی سے گھسیٹ سکیں اور اگر ہم میں غیرت کی کوئی رمق ابھی باقی ہے اور ہم عزت اور وقار کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو تحریک پاکستان کے دوران لگانے والے نعرہ کو مکمل کر کے یعنی اُس ←

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

جلد 16 | 25 تا 31 جنوری 2007ء | شمارہ 3
5 تا 11 محرم الحرام 1428ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا-----------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

میں ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کا اضافہ کر کے اس کلمہ کو اپنی ذات پر نافذ کرنا ہوگا اور معاشرے اور ریاست میں اس کے نفاذ کے لئے اِس استحصالی طبقے کے خلاف ہر سطح پر جہاد کرنا ہوگا۔ یاد رکھئے' امن قوت کے بطن سے جنم لیتا ہے اور ضعف اور کمزوری ظالم کو کھل کھیلنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ مسلمانانِ پاکستان فیصلہ کریں' اُنہیں کون سا راستہ اختیار کرنا ہے دل یا شکم؟ اور جلد کریں کہ مہلت ختم ہوا چاہتی ہے۔

تنظیمی اطلاع

حلقہ سندھ زیریں میں مقامی تنظیم کراچی جنوبی میں رفقاء کی تعداد میں اضافہ اور ملتزم رفقاء کی مطلوبہ تعداد کے پیش نظر امیر حلقہ محمد نسیم الدین صاحب نے مذکورہ تنظیم کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی سفارش کی تھی۔ امیر تنظیم اسلامی عاکف سعید صاحب نے امیر حلقہ کی سفارش' مقامی رفقاء کی آراء اور مرکزی عاملہ کے اراکین کے مشورہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 11 جنوری 2007ء میں مذکورہ مقامی تنظیم کو دو حصوں (کراچی جنوبی اور پرانا شہر) میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ نیز شجاع الدین شیخ صاحب کو پرانا شہر کراچی کا امیر مقرر کیا ہے۔ جبکہ عبداللطیف عقیلی صاحب کو کراچی جنوبی کے امیر کی ذمہ داری تفویض کی ہے۔

مرکزی شعبہ نشرواشاعت کی طرف سے

تنظیم اسلامی کا تیار کردہ سال نو کا

Calender 2007

دستیاب ہے......

قرآنی آیات سے مزین 6 صفحات پر مشتمل شمسی و قمری کیلنڈر کی خطاطی جناب خورشید گوہر قلم (پرائیڈ آف پرفارمنس) سے کروائی گئی ہے۔

☆ 4 رنگوں میں دیدہ زیب طباعت ☆ خوبصورت ڈیزائننگ

☆ عمدہ آرٹ پیپر ☆ سائز "18"X23

خصوصی رعایتی قیمت: 40 روپے

رفقاء یہ خوبصورت کیلنڈر خود بھی لیں اور دعوتی نقطۂ نظر سے خرید کر احباب میں تحفہ کے طور پر تقسیم کریں

رفقاء تنظیم اسلامی کیلنڈر حاصل کرنے کے لئے اپنے حلقہ کے دفاتر سے رابطہ کریں

مرکزی شعبہ نشرواشاعت **تنظیم اسلامی**

36/K ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون 3-5869501 فیکس 5834000

E.mail:markaz@tanzeem.org, Website.www.tanzeem.org

گوشۂ اقبال 87

سید قاسم محمود

اکاونویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

گُستاخ ہے کرتا ہے فطرت کی حنا بندی!
کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمازی
خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں افلاکی
رومی ہے' نہ شامی ہے' کاشی' نہ سمرقندی!
سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اِس نے
آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی!

تین اشعار کی اِس مختصر غزل میں علامہ اقبال نے اپنی شخصیت کے بعض پہلوؤں کو بڑے دلکش انداز میں پیش کیا ہے۔

1۔ حنا بندی: لفظی معنی مہندی لگانا۔ محاورے میں بناؤ سنگھار۔ فرماتے ہیں کہ میں نے انسانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ اپنی خودی کو کمال کے درجے تک پہنچاؤ' تاکہ تم اِس دنیا کو بہترین بنا سکو۔ ''فطرت کی حنابندی'' سے مراد ہے دنیا کی خوبی اور خوبصورتی میں اضافہ کرنا۔

2۔ کاشی: اس کی نسبت ''کاشان'' سے ہے جو ایران کا مشہور شہر ہے۔ فرماتے ہیں' میں اگرچہ خاکی ہوں' لیکن خاک سے پیوند نہیں رکھتا۔ میری طرزِ حیات مادہ پرستانہ نہیں ہے اور میرا زاویۂ نگاہ محدود نہیں ہے' بلکہ آفاقی ہے (اور یہی اسلامی تعلیمات کا مقصود و منشا ہے)

3۔ میں نے آدم کی فضیلت کو اس قدر نمایاں کیا ہے کہ فرشتوں کے اندر بھی رشک کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے اور انسانوں کو اپنے اندر خدائی صفات کا رنگ پیدا کرنے کی تلقین کی ہے۔

بسلسلہ پیغام قرآنی

زندگانی کی حقیقت: چند حقائق

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 22 دسمبر کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! ایمان بالآخرت کے حوالے چند حقائق نمایاں ہوکر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ آج ہم انہی کا تذکرہ کریں گے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ چونکہ دنیا دارلامتحان ہے دارالجزاء نہیں ہے لہٰذا یہاں انسان کو جو چیز بھی ملتی ہے بطور آزمائش ملتی ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ جب کسی صاحب زور و زر کو دیکھتے ہیں تو اُس سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ ہمیں خیال آتا ہے کہ وہ بڑا کامیاب آدمی ہے۔ اُسے بڑی عزت اور مرتبہ حاصل ہے۔ اُس پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ لیکن یہ سوچتے ہوئے ہم یہ بات بھول جاتے ہیں کہ مال و دولت کامیابی نہیں بلکہ ذریعہ آزمائش ہے۔ اِس کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ اُس آدمی کی آزمائش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ کسی کو مال و دولت دے کر آزماتا ہے کسی کا غربت و تنگدستی کے ذریعے امتحان لیتا ہے۔ کسی کو صحت و تندرستی عطا کر دیتا ہے اور کسی کو طرح طرح کی بیماریوں اور عوارض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کسی کو جسمانی قوت سے سرفراز کرتا ہے اور کسی کو کمزور جسم عطا کرتا ہے۔ کسی کو اعلیٰ درجے کی ذہانت و فطانت دیتا ہے اور کسی کو کمتر درجے کی ذہنی سطح پر رکھتا ہے۔ انسان کی یہ تمام کیفیات اور احوال آزمائش اور امتحان کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اگر انسان کو کوئی چیز عطا کی ہے تو یہ اُس کا شرف و امتیاز نہیں اور نہ ہی فضیلت اور بڑائی کا معیار ہے۔ لہٰذا اُسے چاہیے کہ تکبر کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ اُسے آزمائش سمجھے اور ہر دم یہ خیال رکھے کہ اُسے اللہ کی عطا کردہ ہر نعمت کا روز محشر حساب دینا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝٨﴾ (التکاثر)

''پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔''

مال و دولت کے بارے میں تو بطور خاص محاسبہ ہوگا۔ حدیث رسول ﷺ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَاتَزُوْلُ قَدَمَاابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِرَبِّهٖ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اِكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ)) (رواہ الترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کی عدالت سے کوئی شخص ہٹ نہ سکے گا یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ

1۔ اس نے اپنی عمر کس کام میں کھپائی؟

2۔ جوانی کو کس کام میں گھلایا؟

> یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ یہاں اگر کوئی خوشیوں سے بھرپور زندگی سے لطف انداز ہو رہا ہے یا غموں میں گھرا ہوا ہے کسی کے ہاں روپے پیسے کی ریل پیل ہے یا کوئی دو وقت کی روٹی کو ترس رہا ہے یہ سب حالتیں آزمائش اور امتحان کے لئے ہیں

3۔ مال کہاں سے کمایا اور

4۔ اسے کہاں خرچ کیا؟

5۔ (دین کے) علم پر کہاں تک عمل کیا؟

حدیث میں جن پانچ سوالات کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں سے پہلا سوال عمر کے بارے میں ہوگا۔ پوچھا جائے گا کہ ہم نے تمہیں مہلت عمر عطا کی تھی اتنے ماہ و سال دیئے تھے بتاؤ تم نے یہ کس کام میں گزارے۔ یہ عرصہ غفلت میں گزار کے آئے ہو یا میری فرمانبرداری میں گزارا ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ حیات چند روزہ ہمارے پاس ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ عمر کے اس اثاثہ کو اگر ہم نے صحیح راستے پر خرچ کر لیا تو اپنے مستقبل (یعنی آخرت) کو سنوار لیں گے ورنہ یہی اُخروی خسارے کا موجب بنے گا۔ دوسرا سوال دورِ جوانی کے بارے میں ہوگا کہ اُسے کیسے گزارا۔ دورِ شباب میں تمہیں جو صلاحیتیں اور قوتیں عطا کی گئی تھیں اُن سے کیا کام لیا۔ عہد شباب اللہ تعالیٰ کی عطا ہے آدمی کا ذاتی کمال نہیں مگر بسا اوقات انسان اِس دور میں طاقت اور قوت کے بل بوتے پر فرعون بن جاتا ہے اور اللہ کو بھلا دیتا ہے۔ پھر جیسے ہی عمر ڈھلتی ہے اور بڑھاپا دستک دیتا ہے تو اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ طاقت اور قوت اللہ کی عطا تھی میرا کمال نہ تھا اور اِس پر تکبر میری نادانی تھی۔ اگلے دو سوال مال کے بارے میں ہوں گے۔ ایک یہ کہ مال کہاں سے کمایا تھا۔ حلال ذرائع سے کمایا تھا یا حرام ذرائع سے حاصل کیا تھا۔ اِس مال میں سے ایک ایک پائی کا حساب دو۔ دوسرے یہ کہ اِس مال کو خرچ کہاں کیا تھا۔ آیا اُسے اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کیا تھا یا شیطانی کاموں میں اُڑا دیا تھا۔ آخری سوال علم کے بارے میں ہوگا۔ یعنی جو علم تم نے حاصل کیا تھا اُس پر عمل کتنا کیا تھا۔ یہ بات کافی نہ ہوگی کہ علم حاصل کر لیا تھا بلکہ اُس کے مطابق سیرت و کردار کی تعمیر کی بابت بھی تمہیں جواب دینا ہوگا۔

بہرکیف ایمان بالآخرت کے حوالے پہلی بات جو بالکل واضح کر سامنے آتی ہے یہ ہے کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ یہاں اگر کوئی خوشیوں سے بھرپور زندگی سے لطف انداز ہو رہا ہے یا غموں میں گھرا ہوا ہے کسی کے ہاں روپے پیسے کی ریل پیل ہے یا کوئی دو وقت کی روٹی کو ترس رہا ہے یہ سب حالتیں آزمائش اور امتحان کے لئے ہیں کامیابی اور ناکامی نہیں اِس کا فیصلہ تو آخرت میں ہوتا ہے جو دارالجزاء ہے۔

دوسری بات جو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے وہ یہ ہے کہ حیات چند روزہ کل زندگی اور اصل حیات نہیں ہے

بلکہ یہ طویل سفرِ حیات کا ایک مختصر سا وقفہ ہے۔ اصل زندگی آخرت کی ہے۔ فرمایا:

﴿ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (العنکبوت)

"اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش یہ (لوگ) سمجھتے۔"

علامہ اقبال نے اِسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے۔

تو اِسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں' پیہم دواں' ہر دم جواں ہے زندگی

قبروں پر کتبہ لگا ہوتا ہے۔ اُس پر لکھا ہوتا ہے کہ: صاحب فلاں تاریخ کو پیدا ہوئے اور فلاں تاریخ کو انتقال کر گئے۔ یہاں لفظ 'انتقال' قابل غور ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے اُس شخص کی زندگی ابھی ختم نہیں ہوئی' بلکہ سفرِ حیات ابھی جاری ہے۔ ہاں' وہ اِس جہانِ فانی سے دوسرے عالم کو منتقل ہو گیا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے طویل سفرِ حیات کا یہ مختصر دورانیہ حد درجہ غیر یقینی اور انتہائی ناپائیدار ہے' اور کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے۔ کسی شخص کو بھی یہ بتا کر دنیا میں نہیں بھیجا گیا کہ وہ بڑھاپے تک ضرور زندہ رہے گا' یا وہ نوے سال کی عمر پائے گا۔ ایک آدمی جس نے سو برس تک جینے کا سامان بھی اکٹھا کیا ہو' زندگی کی آنے والی پل کا اعتبار نہیں کر سکتا۔ کیا خبر زندگی کی ڈور کب کھینچ لی جائے۔ خالقِ ہستی کو اختیار ہے۔ وہ کسی بھی وقت سلسلۂ حیات منقطع کر سکتا ہے۔ بقول اقبال

زندگی انسان کی اِک دم کے سوا کچھ بھی نہیں!
دم ہوا کی موج ہے' رم کے سوا کچھ بھی نہیں!
گل تبسم کہہ رہا تھا زندگانی کو' مگر
شمع بولی' گریۂ غم کے سوا کچھ بھی نہیں
رازِ ہستی راز ہے' جب تک کوئی محرم نہ ہو
کھل گیا جس دم' تو محرم کے سوا کچھ بھی نہیں!

ایک اور شاعر نے زندگی کی ناپائیداری کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

ہستیٔ رنگِ گلستانِ جہاں کچھ بھی نہیں
چیختی ہیں بلبلیں' گل کا نشاں کچھ بھی نہیں
جس جگہ تھا جم کا جلسہ اور خسرو کے محل
چند قبروں کے سوا دیکھو وہاں کچھ بھی نہیں
ہو گئے لقمہ زمیں کا موت سے کھا کر شکست
فوجدارِ لشکرِ نوشیرواں کچھ بھی نہیں

زندگی جب اِس قدر ناپائیدار ہے تو پھر اِس سے دل لگانا فضول ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر دنیا سے دل لگانے سے روکا گیا ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِیْ فَقَالَ ((كُنْ فِی الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَاتَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ))

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا "تو دنیا میں اس طرح زندگی کے دن گزار گویا کہ تو اجنبی ہے یا مسافر۔"

اور عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے تھے کہ تو شام کو صبح کا انتظار نہ کر اور صبح کو شام کا انتظار نہ کر۔ تندرستی کی حالت میں (اللہ کی اطاعت اور نیکی کا اتنا ذخیرہ) جمع کر لے جس سے بیماری کے زمانہ کی کوتاہیوں کی تلافی ہو سکے۔ اور اپنی زندگی میں نیکی کا اتنا سرمایہ فراہم کر لے جو مرنے کے بعد تیرے کام آئے۔

یعنی دنیا تمہاری منزل نہیں کہ اِس سے دل لگاؤ۔ یہ تو رہ گزر ہے' یہاں اجنبی اور مسافر کی طرح رہو۔ تمہارا مقصود دنیا نہ ہو' بلکہ کیفیت یہ ہو کہ

بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں
دنیا میں ہوں' دنیا کا طلبگار نہیں ہوں

چوتھی اہم بات یہ ہے کہ یہ دنیا متاعِ غرور یعنی دھوکے کا سامان ہے۔

پریس ریلیز

امریکی مہم جوئی میں مسلمان حکمرانوں کا امریکہ کی مدد کرنا اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے۔

حافظ عاکف سعید

نائن الیون کے بعد امریکی مہم جوئی کا مقصد اسلام کا خاتمہ ہے۔ اس مہم میں مسلم حکمرانوں کا امریکہ کی مدد کرنا اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی حکمرانوں نے امریکہ کو اپنا رب تسلیم کر لیا ہے' جس کی خوشنودی کے لیے کبھی میراتھن ریس کرائی جا رہی ہے تو کبھی بسنت کا تہوار منانے پر اصرار کیا جاتا ہے۔ گویا یہی وقت کے سب سے بڑے مسائل ہیں' حالانکہ ان دونوں مواقع پر اہل لاہور کو جس اذیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے' وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہمیں اسلامی نظام کے قیام کے لیے پاکستان جیسی نعمت ملی لیکن ہم نے اس کی قدر نہ کی۔ چنانچہ یہاں دین کو نافذ نہ کرنے کی سزا یہ ملی کہ آج پاکستانیوں کو پوری دنیا میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ امت مسلمہ کی موجودہ ذلت و خواری کا سبب بھی یہی ہے' کیونکہ قرآن کا دوٹوک اعلان ہے کہ کتاب و شریعت کے کچھ حصے پر عمل اور کچھ احکامات کے انکار کی سزا دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں سخت ترین عذاب ہے۔ دراصل نبی اکرم ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد اللہ نے نوع انسانی کو دین کی طرف بلانے کے لیے امت مسلمہ کو منتخب فرمایا ہے۔ لیکن امت اپنی دینی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی بجائے دنیا پرستی اور دولت پرستی میں مبتلا ہے۔ اسی غفلت کا نتیجہ ہے کہ آج ہمیں عالم کفر کے ہاتھوں رسوائی کی سزا مل رہی ہے۔ موجودہ مسائل اور پریشانیوں سے نکلنے اور کفر کا مقابلہ کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ کو راضی کرنے کے لیے پہلے خود دین پر عمل پیرا ہوں اور پھر نوع انسانی تک اللہ کے پیغام کو پہنچانے اور دین حق کے قیام کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے مسلمانوں کو تیار کیا جائے۔ اگر اللہ ہم سے راضی ہو گیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمارے سامنے نہ ٹھہر سکے گی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران)

''ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔ تو جو شخص آتش جہنم سے دُور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔''

دنیا متاع غرور اِس اعتبار سے ہے کہ یہاں رہتے ہوئے انسان بسا اوقات زندگی کے اصل حقائق کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔ وہ اِسی زندگی کو اصل زندگی اور یہاں کے نفع و نقصان کو حقیقی نفع و نقصان سمجھنے لگتا ہے۔ بس یہیں کی عزت کا تحفظ اور رسوائی اور شرمندگی سے بچاؤ اُس کا مطمع نظر بن جاتا ہے۔ اُس کی نگاہوں سے یہ حقیقت اوجھل ہو جاتی ہے کہ اُس کی اصل زندگی آخرت کی ہے' جہاں دنیا کے اسباب' رشتے اور مال و متاع کچھ کام نہ آئیں گے۔

دنیا کی کشش آدمی کو کچھ اِس طرح اپنے اندر گم کر لیتی ہے اور اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر بنا دیتی ہے کہ وہ دنیا ہی کا ہو کے رہ جاتا ہے۔ وہ دنیوی رشتوں' ناطوں پر فخر کرتا اور اتراتا ہے۔ اولاد اور بیوی بچوں کی محبت اُسے اندھا بنا دیتی ہے۔ ہر وقت اُن کی جائز و ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے حلال و حرام کی پروا کیے بغیر روپے پیسے اور مال و اسباب کے حصول میں سرگرداں رہتا ہے۔ اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوانی ہے' انہیں معاشرے میں بہترین سٹیٹس دلوانا ہے' ورنہ ناک کٹ جائے گی' یہ خیال ہر دم اُس پر غالب رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا کروڑوں کا بنک بیلنس ہو اور اُس کے ہاں سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوں۔ وہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ یہ سب کچھ تو حیات دنیا کی زیب و زینت ہے' اور میرے لئے آزمائش ہے۔ جیسے قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ (التغابن)

''تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے''

اور یہ تنبیہہ بھی کی گئی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ.....﴾ (التغابن:14)

''اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں تمہارے دشمن بھی ہیں۔ پس ان سے بچ کر رہو'' (جاری ہے)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

شہادت علی الناس

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ

ایک رفیق......چار احباب

عزیز رفقاء! امیر تنظیم اسلامی نے شہادت علی الناس کے فریضے اور موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دعوتی تحریک برپا کرنے کا فیصلہ کیا ہے' جس کے تحت ہر رفیق سے درخواست ہے کہ وہ دعوتی نظام کو بروئے کار لاتے ہوئے کم از کم چار احباب تک اپنی دعوت پہنچائے اور سالانہ اجتماع 2007ء میں اُن کی شرکت کو لازمی بنائے۔

وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (عنکبوت:69)

اس بات کو مزید واضح کرنے کے لئے تنظیم کے مرکزی شعبۂ دعوت کی ٹیم پورے پاکستان کا دورہ کرے گی اور رفقاء کو اس اجتماع کے متعلق مزید تفصیلات پہنچائے گی۔ (ان شاءاللہ) اس پروگرام کا شیڈول حسب ذیل ہے:

لاہور 28 رجنوری	کراچی 29 رجنوری
بہاولنگر 2 رفروری	اسلام آباد 4 رفروری

تمام ساتھیوں سے درخواست ہے کہ وہ کثیر تعداد میں اس پروگرام میں شریک ہو کر تنظیمی عہد کی پاسداری کریں!

نوٹ: باقی مقامات کے پروگراموں کا شیڈول آئندہ ندائے خلافت میں ملاحظہ فرمائیے!

المعلن: مرکزی شعبۂ دعوت تنظیم اسلامی

67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ فون: 6316638-6366638

ای میل: markaz@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org

اے خُدا تیرے لیے

ملک نصر اللہ خان عزیز

سہ رہا ہوں اہلِ باطل کی جفا تیرے لیے
اے خدا تیرے لیے' میرے خدا تیرے لیے
ہو گئے مجھ سے خفا اہلِ جفا تیرے لیے!
ان کو غصہ ہے کہ میں کیوں ہو گیا تیرے لیے
اس جہانِ رنگ و بُو میں یہ دلِ بے گانہ وش!
آشنا تیرے لیے ناآشنا تیرے لیے
غیر کی خاطر دلِ درد آشنا اغیار کا
اور میرا یہ دلِ درد آشنا تیرے لیے
زندگی میری فقط تیری رضا کے واسطے!
اور پھر تیری رضا بھی اے خدا تیرے لیے
اے خُدا تیرے لیے' میرے خُدا تیرے لئے

صدام کو پھانسی

تحریر: انجم نیاز

اخذ و ترجمہ: سردار اعوان

مجرمانہ ذہنیت کے لوگ دوسرں کو اذیت دے کر ایک طرح کی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ امریکہ میں 1890ء کی دہائی تک اذیت دینا ایک کھیل تھا۔ بے گناہ لوگوں کو زندہ جلانا' انہیں طرح طرح کی اذیتیں دے کر ہلاک کرنا اور ایک ایک کر کے ان کے اعضاء کو الگ کرنا' گویا ان کے لئے تفریح کا ذریعہ تھا۔ گورے اپنے بچوں کو یہ تماشا دیکھنے کے لئے ساتھ لاتے' اخبارات اس بارے میں اعلان شائع کرتے' ان جگہوں تک پہنچنے کے لئے پیشگی ٹکٹ خریدے جاتے' جہاں سیاہ فام ''مجرموں'' کو لا کر ایک ایک کر کے ان کی انگلیاں' ایڑھیاں' کان یا دوسرے اعضا کاٹے جاتے۔ اکثر اس علاقہ کے سرکردہ افراد یہ کھیل رچانے میں پیش پیش ہوتے تا کہ لوگوں پر ان کی ہیبت طاری رہے۔

بظاہر نیگروز کے ساتھ اب امریکہ میں اس طرح کا غیر انسانی سلوک نہیں ہوتا مگر امریکیوں کی ذہنیت نہیں بدلی جس کا ثبوت انہوں نے صدام کی پھانسی کے موقع پر دیا ہے۔ صدام کو حقارت آمیز طریقہ سے پھانسی پر لٹکانا اور اُسے پوری دنیا میں نشر کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ امریکی گورے اپنے سوا کسی کو انسان نہیں سمجھتے۔ صدام کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالنے اور ایک لمحہ بعد اسے مردہ جھولتے تمام ٹی وی چینلز پر وقفہ وقفہ سے دکھانا انسانیت کی تذلیل اور وحشت و بربریت کا مظہر ہے۔ پالیسی کے طور پر ٹی وی نیٹ ورکس ایسے وحشت ناک مناظر دکھانے سے پہلے ناظرین کو خبردار کرتے ہیں کہ جو اسے نہ دیکھنا چاہیں وہ اپنا ٹی وی بند کر دیں مگر الیکٹرانک میڈیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ صدام حسین کو ہتک آمیز طریقہ سے پھانسی پر لٹکانے کا عمل اول تا آخر پھانسی گھاٹ سے براہ راست بغیر کسی پیشگی تنبیہ کے لوگوں کو زبردستی دکھایا گیا۔ اُسے یوں پھانسی کے لئے لایا گیا جیسے ریچھ کو کتوں سے لڑانے کے لئے لایا جاتا ہے۔ ایک انسان کا جانوروں کی طرح شکار کرتے ہوئے دکھانا کہاں کی انسانیت تھی۔

اس پھانسی کی منظر کشی کا اصل نشانہ مسلمان تھے۔ ایک مسلمان ملک اپنے سابق مسلمان صدر کو غیر ملکی آقاؤں کی بھینٹ چڑھا رہا تھا جبکہ باقی مسلمان قربانی کے جانور ذبح کر رہے تھے۔ صدام کی پھانسی کے موقع پر میڈیا کے سارے اصول بے نقاب ہو گئے۔ نیا سال شرافت اور دیانت کی موت کا پیغام لایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کا وہ دور لوٹ آیا ہے جب کوئی قاعدہ قانون نہیں تھا۔ تمام فیصلے تلوار سے ہوتے تھے۔ کہاں گیا عالمی ضمیر اور مہذب دنیا کے اصول۔ وہ ''انصاف پسند'' کہاں گئے جو جمہوریت اور انسانی حقوق کے راگ الاپتے نہیں تھکتے۔ محسوس ہوتا ہے دنیا کو مرعوب کرنے کے لئے ایک پالیسی کے تحت یہ ڈرامہ رچایا گیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا اب بچوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ یہ جو 9/11 کے بعد ایک مسئلہ کھڑا کیا گیا تھا کہ اس حادثہ کے منفی اثرات کو لوگوں' خصوصاً بچوں کے ذہنوں سے کیسے محو کیا جائے' معلوم ہوتا ہے محض پروپیگنڈہ تھا۔ امریکیوں کو اس قسم کی ڈرامہ بازی پر شرم آنی چاہیے۔ صدر بش کہتے ہیں کہ جس طریقہ سے صدام کو پھانسی دی گئی ہے اس کا انہیں پہلے سے علم نہیں تھا۔ جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے۔ سارا پروگرام امریکیوں کا طے کردہ تھا بلکہ اسی وقت طے کر لیا گیا جب تین سال قبل صدام ان کے ہاتھ لگا تھا۔

لہٰذا ''مہذب دنیا'' کی یہ شرمناک بہانہ بازی نرا جھوٹ ہے۔ سموئیل ہنٹنگٹن کا ''تہذیبوں کا ٹکراؤ'' زیادہ دور دکھائی نہیں دیتا۔ مسلمان' یہودی اور عیسائی اپنی اپنی صفیں درست کر رہے ہیں۔ ایرانی صدر کہتے ہیں کہ ہالوکاسٹ ایک من گھڑت واقعہ ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر ایک کانفرنس بھی کر ڈالی۔ اس کے برعکس امریکی میڈیا ہمیشہ اسے حقیقت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ نیویارک ٹائم بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہالوکاسٹ میں بچ جانے والوں کی کہانیاں شائع کرتا رہتا ہے۔ نازیوں نے ان پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے' ان پر مبنی فلمیں بنائی گئیں' جن میں دکھایا گیا کہ انسانوں کو ایندھن کے طور پر جلانے والی بھٹیاں مسلسل دہکتی رہتی تھیں۔ ان بھٹیوں کا ایندھن بننے والے مرد' عورتیں' بچے' جوان' بوڑھے سب انسان تھے جنہیں محض یہودی ہونے کی بنا پر اس ہٹلر نے قتل کر دیا مگر لوگوں نے اس سے کوئی عبرت حاصل نہیں کی۔ دور کیوں جائیں' ضیاء دور میں بھٹو کی پھانسی پر احتجاج کرنے والوں کے ننگے جسم پر کوڑے مارے گئے۔ 29 دسمبر کو ڈان میں ایک تصویر شائع ہوئی جس میں ایک نوجوان کو اپنے والد کے غائب کئے جانے کے خلاف احتجاج کرنے پر پولیس تشدد کا نشانہ بنتے دکھایا گیا ہے۔ انسانوں پر انسانوں کے ہاتھوں یہ مظالم کب تک؟ (بشکریہ ڈان)

پریس ریلیز

19 جنوری 2006ء

حقیقی عادلانہ نظام صرف اور صرف اسلام فراہم کر سکتا ہے
سیکولر جمہوریت نے دنیا کو ظلم اور استحصال کے سوا کچھ نہیں دیا

ڈاکٹر اسرار احمد

لاہور' 19 جنوری' پاکستان میں ابتدا ہی سے زمینداروں اور جاگیرداروں کی حکمرانی ہے اور جسے یہاں جمہوریت کا نام دیا جاتا ہے وہ حکمرانوں کا کھیل اور دل لگی کا سامان ہے۔ جمہوریت' باوردی یا بلاوردی اور پارلیمانی یا صدارتی کوئی بھی ہو' یہاں عدل و انساف کی فراہمی کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ یہ بات ڈاکٹر اسرار احمد نے آج مسجد جامع القرآن' ماڈل ٹاؤن لاہور میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ اجتماعی عدل کا نظام جس میں کسی فرد یا طبقہ کو اجارہ داری حاصل نہ ہو اور ہر ایک کے حقوق و فرائض توازن کے ساتھ اور عادلانہ طور پر معین ہوں صرف جان اور مال کی قربانی دے کر قائم کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ حقیقی عادلانہ نظام صرف اور صرف اسلام فراہم کر سکتا ہے کیونکہ یہ اللہ نے دیا ہے جو ہر ایک کا خالق اور مالک ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ انسان فطری طور پر وہ اصول اور بنیاد مہیا نہیں کر سکتا جو ہر ایک کے لئے' خواہ امیر ہو یا غریب' مرد ہو یا عورت' قوی ہو یا ضعیف' یکساں طور پر عدل کا باعث بن سکیں' البتہ انسان اگر خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ چاہے تو اللہ کے دیئے ہوئے نظام پر عمل کر کے دین و دنیا کی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ سیکولر جمہوریت کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ اس نے دنیا کو ظلم اور استحصال کے سوا کچھ نہیں دیا۔ (سردار اعوان' معتمد ذاتی)

جدید الجزائر میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش

سید قاسم محمود

1960ء میں جب یوسف بن خدہ عبوری حکومت کا صدر دفتر تیونس سے الجزائر لے آئے تو انہیں بن بیلا اور بومدین جیسے سخت گیر اور انقلاب پسند لیڈروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا' جنہیں چند ماہ قبل فرانس کی جیل سے رہا کیا گیا تھا۔ اِن دونوں انقلابی لیڈروں نے شہر تلمسان میں اپنی پارٹی کا پولٹ بیورو قائم کرلیا۔

1961ء تک بیس لاکھ افراد نقلِ مکانی پر مجبور ہو گئے تھے۔ یہ لوگ پہاڑی علاقوں کی طرف نکل گئے یا دوسرے میدانی علاقوں کی طرف ہجرت کر گئے۔ ہزاروں افراد نے شہروں کا رُخ کیا' جہاں پہلے ہی آبادی کا کافی دباؤ بڑھ چکا تھا اور نظم ونسق چلانا ناممکن ہوگیا تھا۔ فرانس نے اِس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے دوہری پالیسی پر عمل کیا۔ ایک طرف شہریوں کو سمجھانے اور قائل کرنے پر زور دیا گیا کہ وہ مجاہدین کا ساتھ نہ دیں۔ دوسری طرف مجاہدین اور دوسرے شہریوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی۔ مسالی حج نے ''قومی محاذِ آزادی'' سے نکل کر ''الجیرین نیشنل مومنٹ'' کے نام سے نئی جنگجو جماعت بنالی۔ اِس جماعت کو فرانس میں مقیم الجزائریوں کی مدد حاصل تھی۔ مکمل آزادی کے لیے یہ جماعت بھی ''محاذ'' کی طرح جہاد کی حامی تھی۔ جون 1960ء میں فرانس کے شہر میلن (Melun) کے مقام پر پہلی بار جنگ ختم کرنے کے لیے مذاکرات ہوئے جو ناکام رہے۔ فرانس نے 1961ء میں مئی میں دوبارہ مذاکرات کا آغاز کیا اور محاذِ آزادی کی قیادت سے تبادلۂ خیال کیا۔ اِس دوران میں گوریلا سرگرمیاں جاری رہیں۔ جنگ نے فرانس میں بھی بے چینی پیدا کردی تھی' کیونکہ فرانس اکثر وبیشتر گوریلا کارروائیوں کا نشانہ بنتا تھا۔ ان کی خفیہ گوریلا کارروائیوں نے فرانسیسی عوام کو اپنی حکومت کے خلاف احتجاج پر مجبور کر دیا۔ حکومتِ فرانس کو بھی احساس ہوگیا تھا کہ اب زیادہ عرصہ الجزائر کو قابو میں رکھنا ممکن نہیں ہے۔

1961ء کے اواخر میں مجاہدین نے اپنی سرگرمیوں کا مرکز پولیس ہیڈکوارٹر کو بنالیا۔ جہاں اور جس جگہ فرانسیسی پولیس کا کوئی اہل کار نظر آتا' اسے اڑا دیا جاتا۔ مجاہدین کی خصوصی تنظیم (او اے ایس) اِن کارروائیوں کو کنٹرول کرتی تھی اور ''محاذِ آزادی'' کے چھاپہ مار بھی اِن کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔ فرانس کا صدر چارلیس ڈیگال اِس بات کا حامی تھا کہ او اے ایس کے ہاتھوں سب کچھ ختم ہو جانے سے پہلے ''محاذِ آزادی'' کے ساتھ کوئی معاملہ کرلیا جائے تاکہ فرانس کی ساکھ بحال رہے۔ چنانچہ پورا سال خفیہ مذاکرات میں گزر گیا۔ 18/مارچ 1962ء کو الجزائر میں فرانسیسی افواج کے کمانڈر جنرل چارلس ایلدرٹ نے فرانس کی طرف سے جنگ بندی کا اعلان کر دیا۔ الجزائر کی عبوری حکومت کے صدر یوسف بن خدہ نے بھی ایسا ہی اعلان کر دیا' جس کے بعد فریقین کی جانب سے جنگ ختم کردی گئی۔

اِس چھ سالہ جنگ میں آٹھ لاکھ مسلمان شہید کر دیے گئے۔ ایک لاکھ افراد کو کیمپوں اور جیلوں میں رکھا گیا۔ تین لاکھ ہجرت پر مجبور کر دیے گئے' جبکہ تیس لاکھ افراد بے گھر ہو گئے۔ ہر

> الجزائر کے ہر حکمران نے بیرونی دنیا کو یہ تاثر دیا کہ الجزائر میں اسلامی انقلاب آنے کا خطرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اگر اسلام پسند جماعتوں اور تنظیموں کو آزادی دی گئی تو زمامِ کار ''روشن خیال'' سیاست دانوں کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیے نکل جائے گی

بیس الجزائریوں میں سے ایک شہید ہوگیا۔ ایک تہائی آبادی گھر سے بے گھر ہوگئی۔ الجزائر کی جنگ آزادی ایک ایسا معرکہ تھا جسے کوئی ایک نام دینا درست نہ ہوگا۔ اِس جنگ میں الجزائر کے ایک ایک باشندے نے یکجان ہوکر صرف ایک مقصد ''آزادی'' کے لیے اپنا تن من دھن' سب کچھ قربان کرنے کا فیصلہ کیا۔ مذہبی جماعتوں' کمیونسٹ لیڈروں' قوم پرست رہنماؤں' مردوں' عورتوں' غرض ہر کسی نے اپنا کردار ادا کیا اور بالآخر آزادی حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ اس جنگ میں شریک ہر سپاہی مسلمان تھا۔ ملک آزاد ہوا تو وہ بھی عالم اسلام کا ایک آزاد اور خودمختار ملک تھا۔ تین جولائی 1962ء کو فرانس نے الجزائر کو باضابطہ آزاد ملک کے طور پر تسلیم کرلیا۔

جولائی 1962ء میں' یعنی حصول آزادی کے صرف ایک ماہ بعد یوسف بن خدہ اور اس کے حامیوں نے دارالحکومت الجزیرہ کا کنٹرول سنبھال لیا' جبکہ باقی ماندہ ملک بن بیلا اور بومدین کے کنٹرول میں رہا۔ یعنی آزادی کے فوراً بعد قیادت کا بحران پیدا ہونے کی وجہ سے خانہ جنگی کا آغاز ہوا۔ نیشنل لبریشن آرمی نے بن بیلا کی حمایت کی۔ حالات کا رخ یوسف بن خدہ کے خلاف تھا۔ نئی قانون ساز اسمبلی کے ارکان کی جو فہرست مرتب کی گئی' وہ کمیونسٹ پارٹی' مسالی نواز اور بوضیاف کے بائیں بازو کے سوشلسٹ حامیوں پر مشتمل تھی۔ یوسف بن خدہ اور اس کے حامی اس میں شامل نہ تھے۔ 25 ستمبر 1962ء کو الجزائر کو جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ بن بیلا اس کے پہلے وزیراعظم اور فرحت عباس صدر قرار پائے۔ نیا آئین بنایا گیا' جس کی رُو سے اسلام کو نئی مملکت کا مذہب اور عربی کو سرکاری زبان قرار دیا گیا۔

1963ء' 15 ستمبر کو بن بیلا کو باقاعدہ صدر منتخب کیا گیا۔ اب یہ فیصلہ کرنا تھا کہ محاذِ آزادی (ایف ایل این) کو اونچے طبقے کی محافظ فوج کی حیثیت دی جائے یا اسے ایک عوامی جماعت بنا دیا جائے۔ صدر بن بیلا اسے اونچے اور مخصوص طبقے کی جماعت بنانے کے حق میں تھے۔ وہ اپنے لیے زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بن بیلا کے آمرانہ اقدامات نے فوج میں بدامنی اور خلفشار کو جنم دیا۔

جون 1965ء کو وزیر دفاع کرنل حواری بومدین نے کسی خون خرابے کے بغیر بن بیلا کا تختہ الٹ دیا' اسمبلی کو توڑ دیا' آئین کو معطل کر دیا اور اس کی جگہ ایک انقلابی کونسل قائم کر دی۔ بومدین نے انقلابی کونسل کی سربراہی کے علاوہ وزارتِ عظمیٰ اور وزارتِ دفاع اپنے پاس رکھ لی۔ بن بیلا کو نظر انداز کر دیا۔ نئی حکومت نے ملک کے حالات سے مطابقت کرنے والے سوشلزم کو اختیار کرنے کا اعلان کیا' اور یہ بھی وعدہ کیا کہ ''ملک ایک حقیقی جمہوری ریاست ہوگا' جس میں قانون کی حکمرانی ہوگی۔''

جون 1967ء کو عرب اسرائیل جنگ میں الجزائر نے بھی اسرائیل کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ امریکا سے سفارتی تعلقات منقطع کر لیے اور رُوس سے انتہائی قریبی فوجی اور اقتصادی روابط قائم کر لیے۔

1968ء کو بومدین نے اپنے خلاف ایک بغاوت کو کچلتے ہوئے محاذِ آزادی (لبریشن فرنٹ) اور فوج میں اپنے مخالفین کو نکال باہر کیا۔ ایک قاتلانہ حملے سے بچنے کے بعد ہزاروں مخالفین کو گرفتار کرلیا۔

1971ء میں فرانسیسی کمپنیوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔ فرانس نے جواب میں الجزائر سے خصوصی تعلقات منقطع کر لیے۔ بومدین کی حکومت کے خلاف احتجاجی تحریک شروع ہوئی' جس میں طلبہ نے ہراول کا کام دیا۔ احمد مدعزی کی وفات اور بعض اہم رہنماؤں کی برطرفی' علیحدگی یا جلاوطنی کے بعد ''محاذِ آزادی'' میں بومدین واحد رہنما رہ گئے جو تحریکِ آزادی کے وقت سے اب تک ''محاذ'' کے ساتھ چلے آرہے تھے۔

1973ء امریکا سے اقتصادی معاہدہ ہوا' جس کی رو سے طے پایا کہ امریکا الجزائر کی قدرتی گیس ایک ارب مکعب فٹ یومیہ کے حساب سے آئندہ 25 سال تک درآمد کرے گا۔

اس اقتصادی معاہدے کے بعد امریکا اور الجزائر کے مابین دوبارہ سفارتی تعلقات قائم ہوگئے۔

1976ء مغربی صحرا میں مراکش اور ماریطانیہ کی فوجوں سے الجزائری فوج کی جھڑپیں ہوئیں۔ نیا آئین منظور کرکے نافذ کیا گیا۔ نئے انتخابات ہوئے۔ بومدین کو صدر منتخب کرلیا گیا۔

1977ء میں فرنٹ کو ملک کی نگران جماعت بنا دیا گیا' جس کا کام لیبر یونینوں' کسانوں کی تنظیموں' سابقہ فوجیوں' خواتین' طلبہ تنظیموں' علماء اور مذہبی جماعتوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا تھا۔ گویا سیاسی جماعت کو انتظامیہ اور مقامی بیوروکریسی کا نگران بنا دیا گیا' جس سے نظم ونسق اور سرکاری کاموں کی انجام دہی میں پیچیدگیاں پیدا ہوئیں۔

1978ء میں حواری بومدین کا انتقال ہوا۔ اب اس کی قائم کردہ انقلابی کونسل توڑ کر ایک زیادہ بڑی مرکزی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ارکان کی تعداد 160 تھی۔ انہوں نے وہران ملٹری ڈسٹرکٹ کے کمانڈر شاذلی بن جدید کو پارٹی کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا۔ شاذلی نے 19 ارکان کی ''پولٹ بیورو'' نامزد کی۔ آئین کی رو سے پارٹی کا سیکرٹری جنرل ہی ریاست کا سربراہ ہوتا ہے۔ چنانچہ مرکزی کمیٹی نے شاذلی ہی کو ملک کا صدر بنا دیا۔

فرانس نے الجزائر پر قبضہ جمانے کے بعد مساجد میں درس وتدریس اور عربی زبان کی تعلیم پر مکمل پابندی عائد کردی۔ اِس امر کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا کہ اسلام کے معاشی اور معاشرتی نظام پر کوئی مجلس یا اجلاس نہ ہو' تاکہ رفتہ رفتہ لوگ اسلام کی تعلیمات ونظریات سے بالکل بے خبر ہوجائیں

1980ء میں فرنٹ کی خصوصی کانگرس میں شاذلی بن جدید کو پارٹی کی مقتدر قیادت اور اس کے ڈھانچے میں تبدیلیوں کے لیے مکمل اختیارات دیے گئے۔ انہوں نے پولٹ بیورو کے ارکان کی تعداد گھٹا کر سات کردی۔ پارٹی کے اجلاسوں کی روٹین ہفتہ وار سے گھٹا کر ماہانہ کردی اور اختیارات کو اپنی ذات میں مرتکز کرلیا۔ انہوں نے قومی اسمبلی کے الیکشن کے لیے امیدواروں کی فہرست مرتب کرنے کے لیے نیا قومی کمیشن تشکیل دیا۔ فرنٹ کے صدر ایک سابق فوجی محمد شریف سادیہ کی چھٹی کرادی اور اس کی جگہ اپنے برادر نسبتی عبدالحمید موری کو فرنٹ کا صدر بنا دیا۔ اُس نے صدارت کا منصب سنبھالتے ہی اعلان کیا کہ وہ فرنٹ کو اپنی پرانی صورت میں واپس لائے گا اور اس میں معاشرے کے ہر طبقے کو نمائندگی دے گا' جس کا مطلب تھا پارٹی کے اندر اور باہر جمہوری اصلاحات۔ شاذلی نے پولٹ بیورو کے اختیارات کم کر دیے۔ پولٹ بیورو سے بومدین کی سخت گیر پالیسی کے حامی کرنل یہودی اور سابقہ وزیر خارجہ بوطفلیکا اور بومدین کے دوسرے حامیوں کو نکال باہر کیا' جن میں بومدین کے سرکردہ سیکیورٹی افسر بھی شامل تھے۔ 1980ء میں بن بیلا کو پندرہ سالہ نظر بندی سے رہائی ملی لیکن انہیں حکومتی ڈھانچے سے دور رکھا گیا۔

اسلام پسند تنظیموں کا ظہور

بومدین کی وفات کے بعد الجزائر کے شہروں' قصبوں اور دیہات تک میں اسلام پسند تنظیموں کے احتجاجی مظاہرے روزمرہ کا معمول بن گئے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ کے مظاہروں نے امن وامان کی صورت حال ابتر کردی۔

اخوان المسلمین کی طاقت میں روز افزوں اضافہ ہوا۔ اقتصادی بدحالی کے مارے ہوئے لوگ احتجاج کے سوا اور کیا کر سکتے تھے' لیکن حکومت عوام کے مسائل حل کرنے کی بجائے انہیں کچلنے کے لیے فوج سے مفاہمت کرلی۔ فوج جو ہمیشہ حکومت میں اپنا حصہ مانگتی ہے۔

نومبر 1988ء میں ''فرنٹ'' کے کونشن میں پارٹی اور سٹیٹ کی علیحدگی کا آغاز کر دیا گیا۔ کونشن میں پارٹی کے سیکرٹری جنرل کو جس کا نام بہ حیثیت عہدہ ملک کی صدارت کے ساتھ وابستہ چلا آرہا تھا' ختم کر دیا گیا۔ پارٹی کے پولٹ بیورو کو بھی موقوف کر دیا گیا۔ صرف مرکزی کمیٹی کو باقی رہنے دیا گیا جو زیادہ اور بڑی نمائندہ تھی۔

پارٹی کی اصلاحات کے سلسلے میں موری کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پارٹی کے اندر تین گروپ تھے۔ اصلاح پسند' پرانے نظریات کے حامل ارکان' اور اسلام پسند حلقہ' جسے طنزاً ''داڑھی والے'' کہا جاتا تھا۔ بومدین سے پہلے بن بیلا کے دور میں فرنٹ کی صف اول میں دانشور اور انقلابی سوچ رکھنے والے مفکر' ادیب اور کارکن شامل تھے۔ بومدین کے دور میں زیادہ تر اسامیوں پر فوجیوں کا غلبہ ہوگیا۔ شاذلی بن جدید کا انتخاب اصلاح پسندوں اور سوشلسٹوں کے درمیان ایک قسم کا سمجھوتہ تھا۔ شاذلی کے عہد میں پرانے نظریات کے حامل ارکان کا صفایا کر دیا گیا۔

دسمبر 1991ء میں الجزائر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ عام پارلیمانی انتخابات ہوئے۔ اسلام پسند پارٹی ''اسلامک سالویشن فرنٹ'' (ایف آئی ایس) بھاری اکثریت سے جیت گئی' لیکن فوج کو اسلام پسندوں کی فتح پسند نہ آئی۔ فوج نے کسی دلیل کے بغیر الیکشن کے نتائج کو منسوخ کر دیا۔ فوج کی اِس دھاندلی کے خلاف الجزائر کے عوام نے اسی جوش سے احتجاجی تحریک چلائی' جس جوش وخروش سے انہوں نے فرانس کے خلاف تحریک آزادی چلائی تھی۔ ملک میں خانہ جنگی چھڑ گئی جو 1998ء تک جاری رہی۔ شہروں سے نکل کر دیہات تک میں قتل وقتال شروع ہوا۔ بین الاقوامی اداروں کے اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ افراد خانہ جنگی میں ہلاک ہوئے۔ حکومت خانہ جنگی کو روکنے میں بالکل ناکام ہوگئی' کیونکہ فوج کے ساتھ مل کر وہ خود بھی فریق تھی۔ فوج نے بھی منہ پھیر لیا۔ وہ تماشائی بنی رہی۔ الجزائر نے عالمی برادری کی ثالثی کی پیشکشوں کی پروا نہ کی۔ اپنی خانہ جنگی کو سرحدوں تک محدود رکھا اور بیرونی دنیا کو بے خبر رکھا۔

اپریل 1999ء کو نئے الیکشن ہوئے' جس کے نتیجے میں عبدالعزیز بوطفلیکا نئے صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے صدر منتخب ہونے کے چھ ماہ بعد ستمبر 1999ء میں ریفرنڈم کرایا' جس میں انہیں 98 فیصد ووٹ ملے۔ ریفرنڈم کرانے کا مقصد یہ تھا کہ خانہ جنگی کے دوران میں ایف آئی ایس کے جو افراد قتل' خواتین کی بے حرمتی اور دوسرے سنگین جرائم میں ملوث ہوئے انہیں رہا کر دیا جائے اور قومی مصالحت کی راہ نکالی جائے۔ خیال یہ تھا کہ ایسے اقدامات سے ملک میں امن وامان کا ماحول قائم ہوگا اور برسوں خانہ جنگی میں مبتلا رہنے والے اس بدنصیب ملک کے لوگوں کو بھی سکھ چین کی روٹی نصیب ہوگی' لیکن ہوا یہ کہ عبدالعزیز صاحب ریفرنڈم میں بھاری اکثریت حاصل کرنے کے باوجود فوج کی گود میں جا بیٹھے' کیونکہ فوج کی حمایت ومدد کے بغیر مضبوط سے مضبوط لیڈر کا بھی کرسی صدارت میں بیٹھنا ممکن نہیں۔ الجزائر آئین کی رو سے بظاہر ''الجمہوریہ'' ہے' لیکن فی الحقیقت بدترین فوجی آمریت والا مسلم ملک ہے۔

اسلام اور مغربیت کی کشمکش

1962ء میں حصول آزادی سے لے کر آج تک جتنی بھی حکومتیں الجزائر میں برسراقتدار آئیں' انہوں نے اپنی خارجہ پالیسی میں ایک بات کو بنیادی اصول کے طور پر استعمال کیا۔ ہر حکمران نے بیرونی دنیا کو یہ تاثر دیا کہ الجزائر میں اسلامی انقلاب آنے کا خطرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اگر اسلام پسند جماعتوں اور تنظیموں کو آزادی دی گئی تو وہ کسی بھی لمحے ایسا کھیل کھیلیں گی کہ زمام کار ''روشن خیال'' سیاست دانوں کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیے نکل جائے گی۔ اپنے اس نظریے کو ثابت کرنے کے لیے ہر حکومت یہ دلیل سامنے لاتی ہے کہ جنگِ آزادی میں علماء نے ہراول کا کام دیا ہے۔ آزادی کی طویل اور خوفناک جنگ میں اسلام ہی نے لوگوں کو منظم و متحد ہونے کا جذبہ دیا تھا۔ اب اس جذبے کے آگے بند نہ باندھا گیا تو داڑھی بردار مولوی الجزائر کو مستقبل کی روشنی میں لے جانے کی بجائے ماضی کے اندھیروں میں لے جائیں گے۔ تمام عرب ممالک' امریکا اور یورپ' تمام لبرل اور سیکولر ممالک اس منطق کو تسلیم کرتے رہے ہیں اور سوچتے رہتے ہیں کہ الجزائر جیسے بڑے مسلم ملک میں اسلامی قوتوں کو برسراقتدار آنے سے کیسے روکا جاسکتا ہے۔

فرانس کو اپنے استعمار کے اوائل ہی میں اس بات کا تجربہ ہوگیا تھا کہ قبضہ مستحکم کرنے کے لیے مولویوں اور صوفیوں کے وجود کا خاتمہ ضروری ہے۔ فرانس کے لیے اسلام ایک مستقل فوجی خطرہ تھا جو مسلمانوں کو ہر دم جہاد کے لئے تیار' مستعد اور سامراجی طاقتوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا کر دیتا ہے۔ فرانس نے پورے الجزائر پر قبضہ جمانے کے بعد مسجد کے اماموں اور خطیبوں کے تقرر کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ مساجد میں درس وتدریس اور عربی زبان کی تعلیم پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ پولیس خطبات جمعہ کی باقاعدہ خفیہ ڈائری مرتب کر کے حکام کو بھیجتی تھی۔ اِس امر کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا کہ اسلام کے معاشی اور معاشرتی نظام پر کوئی مجلس یا اجلاس نہ ہو' تاکہ رفتہ رفتہ لوگ ایک دو نسلوں میں اسلام کی تعلیمات ونظریات سے بالکل نابلد اور بے خبر ہوجائیں۔

(جاری ہے)

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

رفیقہ تنظیم اسلامی

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بھیڑ کے ایک مردہ بچے کے پاس سے گزرے' جس کے کان بہت چھوٹے تھے۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے استفسار کیا' تم میں سے کون شخص ایک درہم کے عوض اس کو لینا پسند کرے گا؟ سب نے کہا ہم تو کسی معمولی چیز کے بدلے بھی اپنے لیے اس کو پسند نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم: دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے' جتنا حقیر تمہارے نزدیک یہ (مردار بچہ) ہے۔ (صحیح مسلم)

اس کائنات کی ہر چیز اپنے زوال' ہلاکت اور تباہی کا خود پتہ دے رہی ہے۔ سورج چڑھتا ہے' پورے عالم کو چمکاتا ہے مگر کچھ ہی وقت گزرتا ہے اور پھر اُس کا روشن چہرہ زرد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اتنی جلدی بڑھاپا آ گیا کہ اس کی سفیدی سیاہی میں بدل گئی۔ مغرب کا اُفق اُس سے روشنی چھین کر اپنے اندھیروں میں غرق کر کے ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے کہ یہ دنیا مٹ جانے والوں کا گھر ہے۔ آئی ہوئی بہار دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ یہ کبھی نہیں جائے گی' مگر ہوا کا ایک جھونکا جب اُسے خزاں میں بدلتا ہے تو لوگ بھول ہی جاتے ہیں کہ کبھی بہار بھی آئی تھی۔

جوانی کی ترنگ میں جب آدمی مچلتا اور اُچھلتا ہے' اس کے اندر جوانی کی لہریں دوڑتی ہیں' وہ سمجھتا ہے کہ یہ جوانی سدا رہے گی۔ گھنٹوں آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنے چہرے کو دیکھتا ہے' کبھی ایک زاویے سے' کبھی دوسرے زاویے سے' اپنے اوپر خود اتراتا ہے۔ اپنے اُوپر خود اُسے مان ہوتا ہے' اپنی ذات سے پیار ہوتا ہے۔ جب زندگی کی کچھ ہی گھڑیاں گزرتی اور شامیں بیتتی ہیں تو وہی شخص' وہی مرد وہی عورت ہے۔ آئینے کا سامنا کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔ نہیں! نہیں یہ وہ چہرہ نہیں جو کبھی تروتازہ تھا۔ اس پر تو مکڑی کے جالے کی طرح بڑھاپے نے جھریوں کا تانا بانا بن دیا ہے۔ بھولو پہلوان جس نے ساری دنیا کو چیلنج کیا کہ ہے کوئی جو اُسے گرا سکے؟ اُس پر ایک وقت ایسا دیکھا گیا نہ خود اُٹھ سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا' سہارے سے اُٹھایا جاتا' سہارے سے بٹھایا جاتا' تو کائنات نے اکھاڑے میں آ کر اعلان کیا' جسے کوئی نہ ہرا سکا' جسے کوئی نہ گرا سکا' اُسے لیل و نہار کی گردش نے ایسا چت کیا کہ اب اُٹھنے کے قابل نہ رہا۔

یہاں موت کا رقص جاری ہے یہاں ہر قدم پر زندگی شکست کھا رہی ہے۔ ہر قدم پر موت جیت رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مرتے مرتے بچا نہیں۔ بھئی' موت تو آئی ہی نہیں تھی' اس لئے بچا۔ ورنہ بچتے بچتے مر ہی جائیں گے۔ اس لئے یہاں کی صبح سے اگر دھوکا لگے تو شام دیکھو۔ یہاں کی جوانی سے اگر دھوکا لگے تو بڑھاپا دیکھو۔ یہاں کے ناچ گانے' راگ و رنگ سے اگر دھوکا لگے تو مرنے والے پر رونے والوں کی آہ و بکا سنو۔ یہاں کے بلند و بالا محلات اور گھروں سے دھوکا لگے تو قبرستان کا چکر لگاؤ۔ یہ وہی آج زیر خاک ہیں' جن کے استعمال کی ایک ایک چیز باہر کے ملکوں سے منگوائی جاتی تھی۔ خدمت گاروں اور محافظوں کی فوج اُن کے آگے پیچھے تھی' جن کے باغیچوں میں لاکھوں روپے کا ایک ایک پودا لگا ہوا تھا۔ آج دیکھو تو سہی موت نے اُن کا کیا حال کر کے رکھ دیا۔

شاعر نے دنیا کی بے ثباتی پر کیا خوب اشعار کہے ہیں کہ

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے اعلیٰ
وہ زینت نرالی' وہ فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حُسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی
جہاں تاک میں ہر گھڑی ہے اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی
یہ طرزِ مشیت اب اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

تنظیم اسلامی کی فخریہ پیشکش

''شہادت و جہاد'' VCD

ڈاکٹر اسرار احمد کے شہرۂ آفاق خطابات

1- جہاد فی سبیل اللہ: (7 تازہ ترین خطابات)
2- قرآن کا فلسفۂ شہادت: 3 ویڈیو خطابات
3- جہاد فی سبیل اللہ: (2 وڈیو خطابات)
4- شہادت حسینؓ کا اصل پس منظر: (آڈیو خطاب)

کتب

5- سانحہ کربلا' ڈاکٹر اسرار احمد
6- شہید مظلوم' ڈاکٹر اسرار احمد
7- جہاد فی الاسلام' مولانا مودودیؒ
8- جہاد فی سبیل اللہ' ڈاکٹر اسرار احمد
9- منتخب نصاب نمبر 2 (منتخب قرآنی آیات اور سورتیں)
10- باب جہاد از صحیح مسلم

دیگر

11- تلاوت اور ترجمہ قرآن' السدیس اور الشریم
12- اذان سوفٹ ویئر

اب صرف ایک ہی VCD میں' قیمت صرف -/20 روپے

برائے رابطہ: مرکز تنظیم اسلامی' گڑھی شاہو لاہور فون: 6316638, 6366638

انسانی رویے

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

انسانی رویوں میں حد درجہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جو دوسروں کے نقصان پر خوش ہوتے ہیں' جبکہ معاشرے میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو دوسروں کے فائدے کے لئے اپنا نقصان برداشت کر لیتے ہیں۔ اکثر لوگوں کو مال و دولت اکٹھا کرنے کا اس قدر شوق ہوتا ہے کہ وہ جائز اور ناجائز کی بھی پروا نہیں کرتے' بلکہ مال جمع کرنے کی دُھن میں وہ اپنے اہل و عیال اور خود اپنے اوپر خرچ کرنے میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں تاکہ جمع شدہ مال کم نہ ہو جائے۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ مال کماتے تو ہیں مگر وہ ضرورت مندوں کی مدد کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ اُن کو روپیہ گن گن کر رکھنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی' بلکہ وہ اپنا مال ناداروں' ضرورت مندوں اور بے کسوں میں تقسیم کر کے خوش ہوتے ہیں۔

عام طور پر لوگ سودا خریدتے وقت کم سے کم نرخ دینا چاہتے ہیں۔ بحث و مباحثہ کر کے چیز کی قیمت کم کرتے ہیں اور کم قیمت پر چیز خرید کر خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح چیز لیتے وقت اُن کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دکاندار پورا تولنے کی بجائے کچھ زیادہ ہی دے۔ جبکہ ایسے لوگ بھی خال خال موجود رہتے ہیں جو پورا تول لینا ہی پسند کرتے ہیں۔ وہ نہ تو نرخ کم کرواتے ہیں اور نہ ہی زیادہ لینے کی تمنا کرتے ہیں۔ ایک صاحب کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سودا خریدتے وقت دکاندار سے تکرار کر کے نرخ کم کرواتے مگر جب ادائیگی کرتے تو پوری قیمت دیتے۔ کسی نے اُن سے پوچھا' اگر پوری قیمت ہی دینا ہوتی ہے تو آپ اتنی جدوجہد کر کے قیمت کم کیوں کرواتے ہیں۔ کہنے لگے' جب دکاندار کے ساتھ کم قیمت طے ہو جاتی ہے تو وہ یہی قیمت لینے پر رضامند ہو جاتا ہے مگر جب اُس کو پوری قیمت دی جاتی ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں اُسے خوش کر دوں۔ جب وہ خوش ہوتا ہے تو اُسے خوش دیکھ کر مجھے روحانی خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر خوش ہوتا ہے جو اس کے بندوں کو خوش کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ دہلی میں ایک بزرگ نان چھولے بیچتے تھے۔ اُن کا مزاج یہ تھا کہ کسی گاہک کے ساتھ تکرار نہیں کرتے تھے۔ جو کوئی دے دیتا' رکھ لیتے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گاہک کھوٹا سکہ دے دیتا تو بھی جانتے بوجھتے واپس نہ کرتے بلکہ قبول کر لیتے۔ روزی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے' اُن کو دو وقت کا کھانا ملتا رہتا۔ جب اس بزرگ کے انتقال کا وقت آیا تو شہر کے ایک متقی اور صالح آدمی کو بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو اُن سے پوچھا' تم جانتے ہو کہ شہر کے اندر میری شہرت کیسی تھی۔ وہ کہنے لگے' تم لوگوں کا کھرا کھوٹا نہیں دیکھتے تھے' نہ ہی پیسے لیتے وقت کم و بیش پر دھیان دیتے تھے بلکہ جو بھی اور جیسا بھی کوئی دے دیتا بلا اعتراض قبول کر لیتے تھے۔ اس پر یہ بزرگ کہنے لگے' میرا آخری وقت ہے۔ میں تو جا رہا ہوں۔ تم ایسے کرنا کہ جب میرا حساب ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے میرے اس طرزِ عمل کی گواہی دیتے ہوئے یہ کہنا کہ اے خالق و مالک تیرا یہ بندہ

> حیاتِ مستعار محدود ماہ و سال پر مشتمل ہے۔ جو انسان مثبت رویے کے ساتھ اپنی زندگی گزار لیتا ہے' دوسروں سے نفرت نہیں کرتا محبت کرتا ہے' کسی کے درپے آزار رہنے کی بجائے ہر ایک کو نفع پہنچانے کی کوشش کرتا ہے' ایسا شخص اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے۔

دوسروں کا کھوٹا کھرا نہیں دیکھتا تھا تو بھی اس کو بے حساب بخش دے۔ یہ کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ بڑے محبوب ہیں جو اُس کے بندوں کو راحت پہنچانے کی فکر کرتے ہیں' کیونکہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے' جس طرح صاحب خانہ کو افرادِ خانہ کے ساتھ محبت اور پیار ہوتا ہے' اسی طرح اللہ کو تو اپنی مخلوق کے ساتھ بے حد محبت ہے اور پھر جو کوئی اس کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے اللہ اُس پر خوش ہوتا ہے' اور اُسے نوازتا ہے۔

مشہور ہے کہ ابراہیم ادھمؒ رات کے وقت اللہ کی عبادت میں مشغول تھے۔ اچانک کمرہ روشنی سے جگمگا اٹھا' اور ایک فرشتہ نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ ابراہیم ادھمؒ نے پوچھا' یہ کیسی کتاب ہے۔ فرشتے نے جواب دیا' اس میں اُن لوگوں کے نام ہیں جو اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ پوچھا' میرا نام بھی اس میں ہے۔ جواب ملا' نہیں۔ آپؒ نے کہا' اچھا میرا نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھ لو جنہیں اللہ کے بندوں سے پیار ہے۔ فرشتہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آیا۔ اب اُس کے ہاتھ میں ایک دوسری کتاب تھی۔ پوچھا' یہ کیسی کتاب ہے۔ جواب ملا' اس کتاب میں اُن لوگوں کے نام ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے' اور مخلوقِ خدا سے محبت کرنے کی وجہ سے آپؒ کا نام اس میں سرفہرست ہے۔

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں' بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

میرے ایک دوست ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں پھل خریدنے کے لئے کسی ریڑھی والے کے پاس گاڑی کھڑی کرتا ہوں۔ اُس سے پھل خریدتا ہوں اور عمداً گاڑی سے نہیں اترتا۔ جو پھل بھی وہ لفافے میں ڈال کر مجھے دیتا ہے' لے لیتا ہوں۔ اُس نے اُس میں کچھ ناقص پھل بھی ڈال دیا ہوتا ہے جو میں اس نظریے کے تحت قبول کر لیتا ہوں کہ وہ ناقص پھل بیچنا چاہتا ہو گا مگر کوئی قبول نہ کرتا ہو گا' جب میں وہ پھل لے لوں گا تو اُس کا دل بہت خوش ہو گا کہ میرا ناقص مال بک گیا جب میری وجہ سے اُس کا دل خوش ہوا تو یہ میرے لئے بہت بڑا توشہ ہے۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں کپڑا خریدنے کے لئے دکان پر گیا۔ دکاندار سے اپنی پسند کے کپڑے کا نرخ طے کیا اور کہا کہ مجھے دس میٹر دے دو۔ دکاندار بولا' یہی کپڑا اسی نرخ پر میرے ساتھ والے دکاندار سے لے لو اور اس کو قیمت ادا کر دو۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ آپ کے پاس خود کپڑا موجود ہے تو آپ کیوں نہیں دیتے۔ کہنے لگا' میرا یہ ہمسایہ دکاندار صبح سے فارغ بیٹھا ہے جبکہ میں آج کافی مال بیچ چکا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ اُس کو کچھ آمدنی ہو جائے۔ ؏ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

ایک صاحب گاڑی میں دفتر جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی رکشے والے جلدی مچاتے ہوئے ٹریفک کے درمیان میں سے گزرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں اُن کا برا نہیں مانتا' بلکہ اُن کو راستہ دے کر اُن کے لئے آسانی پیدا کرتا ہوں کہ ہو سکتا اُس کے رکشے میں سوار کو جلدی ہو۔ چنانچہ اُسے راستہ دے کر مجھے خوشی ہوتی ہے۔

دنیاوی طور پر اپنے سے کم مرتبے والے افراد پر بڑے لوگ اپنا غصہ جھاڑتے' اُنہیں بے وقعت اور حقیر سمجھتے ہیں۔ اُن کی غلطیوں پر انہیں جھڑکتے اور بے عزت کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک رویہ ہے۔ جبکہ ایسے لوگ بھی ہے جو ان چھوٹی حیثیت کے لوگوں کو بھی عزت دیتے اور اُن کے ساتھ احترام کا معاملہ کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کم درجہ لوگوں کی ہمت اور حوصلے بلند ہوتے ہیں اور وہ دوسروں کے لئے زیادہ مفید بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک آدمی کتنی مدت سے جیل میں بند تھا۔ جیل کے

ماحول نے اُس کے اندر مایوسی اور نفرت پیدا کر دی۔ وہ اپنے آپ کو ناکارہ، فضول اور فالتو سمجھنے لگا، جس کی معاشرے میں کچھ بھی قدر و قیمت نہیں۔ اچانک ایک بڑا آدمی جیل کے معائنے کے لئے آ نکلا۔ جب وہ اُس قیدی کے پاس سے گزرا تو اُسے سلام کیا۔ قیدی کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ سوچنے لگا کہ میرا اندازہ صحیح نہیں ہے۔ میں فضول اور بے کار نہیں ہوں۔ مجھے تو ابھی لوگ اس قابل سمجھتے ہیں کہ مجھے سلام کریں۔ گویا اُس بڑے آدمی کے سلام نے اس قیدی کا رویہ بدل دیا اور وہ اپنے آپ کو معاشرے کا ایک معقول فرد شمار کرنے لگا۔ اُس کی مایوسی جاتی رہی۔ اُس نے ارادہ کر لیا کہ جیل سے رہائی پا کر وہ دوسروں کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اگر معاشرے کے بڑے لوگ چھوٹوں کو حقیر جاننے کے بجائے اُنہیں عزت اور احترام دیں تو وہ زیادہ مفید شہری بن سکتے ہیں۔

جس طرح ہر طبقے کے لوگوں میں رویوں کا اختلاف ہے اسی طرح یہ اختلاف ڈاکٹر صاحبان کے ہاں پوری شدت سے موجود ہے۔ کچھ ڈاکٹر صبح سے شام تک مال اکٹھا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس مصروفیت میں وہ نہ تو مریضوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور نہ اخلاقی تقاضوں کی پروا کرتے ہیں۔ مریضوں کے ساتھ بدکلامی اُن کا وطیرہ بن جاتا ہے۔ مریض تو اس رویے سے اور مریض ہو جاتے ہیں، مگر ڈاکٹر کی انا تسکین پاتی ہے۔ ایسے ڈاکٹر دولت مند اور خوش حال تو ہوتے جاتے ہیں مگر جوہر انسانیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس فہرست میں اعلیٰ درجے کے ڈاکٹروں کے بھی کچھ افراد شامل ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس ڈاکٹروں میں ایسے معالج بھی ہیں جو مریضوں کی بات توجہ سے سنتے ہیں، ہمدردی کی بات کرتے اور حوصلہ بڑھانے والے جملے بولتے ہیں۔ اگر فیس پہلے لے چکے ہوتے ہیں تو مریض کو چیک کر کے فیس واپس دے دیتے ہیں کہ یہ میرا کیس نہیں، فلاں ڈاکٹر کو دکھائیں۔ اگر کوئی لاچار اور نادار مریض آ جائے تو اُسے بھی توجہ سے چیک کرتے ہیں اور فیس کا تقاضا نہیں کرتے۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

حقیقت یہ ہے کہ حیات مستعار محدود ماہ و سال پر مشتمل ہے۔ جو انسان مثبت رویے کے ساتھ اپنی زندگی گزار لیتا ہے، دوسرے آدم زادوں سے نہ نفرت کرتا ہے نہ اُنہیں حقارت سے دیکھتا ہے، بلکہ وہ ہر کسی کو نفع پہنچانے اور سہولت فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہی اللہ کو پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ماں کی محبت سے کئی گناہ زیادہ محبت ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کون میرے بندوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور کون اُنہیں اذیت پہنچاتا ہے، دکھ دیتا اور ذلیل کرتا ہے۔ یہ انسان کی آزمائش ہے۔ دیکھیں، کون اس میں پورا اترتا ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

رزم حق و باطل

قافلہ حجاز میں ایک بھی حسینؓ نہیں

نذیر احمد

قافلۂ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

یہ شعر علامہ اقبال کی کتاب بال جبریل کی نظم ''ذوق و شوق'' سے لیا گیا ہے۔ اس کی تشریح سے قبل اس کے مختصر پس منظر کا تذکرہ ضروری ہے۔ ظہور اسلام سے پہلے بنی نوع انسان جہالت کی تاریکیوں میں سسک رہی تھی۔ قتل و غارت گری اور بدامنی کا دور دورہ تھا۔ تمام اعلیٰ انسانی قدریں پامال ہو چکی تھیں۔ عورت کا احترام کہیں نظر نہیں آتا تھا۔ محض ایک کھلونے سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ یتیم اور غریب لوگ ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ جنگل کا قانون رائج تھا۔ خالق اکبر کو دنیا بھول چکی تھی۔ خدائے واحد کی بجائے بے شمار بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔ بالآخر رحمتِ حق جوش میں آئی۔ سرزمین عرب میں آفتابِ رسالت طلوع ہوا۔ ہادیٔ اعظم و آخر نے ریگ زار عرب میں 23 سال کی قلیل مدت میں ایک سخت اور جاں گسل جدوجہد سے عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

اسلام کے اس حیرت انگیز انقلاب نے انسانی زندگی کے دینی، سیاسی، سماجی، معاشی، اخلاقی اور تعلیمی غرضیکہ تمام پہلوؤں میں مکمل تبدیلی پیدا کی۔ رحمت کی اس گھٹا نے برسنے کے بعد جو برگ و بار پیدا کئے، چشمِ فلک نے ایسا دلفریب نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور اکرم ﷺ دنیا کو اسلام کا آفاقی پیغام دے کر اپنے خالق اکبر کے حضور تشریف لے گئے۔ آپؐ کے وصال کے بعد خلافتِ راشدہ قائم ہوئی۔ یہ خلافت علیٰ منہاج نبوت تھی، جو تیس سال تک قائم رہی۔ خلافت راشدہ کا دور ایک مثالی دور حکومت تھا۔ جس نے بنی نوع انسان کو اس کے شرف سے آشنا کیا۔

مسلمانوں کے اس تابناک ماضی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال کہتے ہیں کہ عین اس وقت جبکہ طاغوتی قوتیں دم توڑ رہی تھیں ایک ہولناک حادثہ رونما ہوا۔ نیکی اور بدی کی ازلی کشمکش پھر منظر عام پر آئی۔ سازشوں کے جال بچھ گئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خلافت راشدہ کا خاتمہ ہو گیا خلافت راشدہ کے خاتمہ کے بعد جو حکومت قائم ہوئی، وہ سراسر بادشاہت کا نظام تھا جس کی بنیاد جبر و استبداد پر ہوتی ہے۔ اور اس میں بنیادی انسانی حقوق سلب ہو جاتے ہیں۔ زمین پر اللہ تعالیٰ کے قانون کی بجائے انسان کا بنایا ہوا قانون جاری ہو جاتا ہے۔ خلافتِ راشدہ کے خاتمہ کے بعد یہی ہوا۔ یزید برسراقتدار آیا تو وہ اسی نظام ملوکیت کا علمبردار تھا۔ اس نے اِس نظامِ کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے ہر جبر سے کام لیا۔

نواسۂ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ اس فیصلہ کن موڑ پر اُٹھے تا کہ دنیا کے سامنے شہادت حق کا فریضہ ادا کریں۔ حجاز کی سرزمین (مکہ) سے اپنے مٹھی بھر جاں نثار ساتھیوں اور خاندان رسالت کے چھوٹے بڑے افراد کا مختصر سا قافلہ اپنے ساتھ لے کر عراق کی سرزمین میں کربلا کے مقام پر دریائے فرات کے کنارے باطل سے ٹکرانے کے لئے پہنچ گئے۔ آپؓ نے استبدادی قوت کے ساتھ مفاہمت کرنے سے مکمل انکار کر دیا اور حق و صداقت کی خاطر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کی قربانی پیش کر دی۔

میدان کربلا میں ہونے والے اس المناک واقعہ نے تاریخ حریت میں ایک ایسی اعلیٰ مثال قائم کی، جو آئندہ بھی اس راستہ پر چلنے والوں کے لئے سنگ میل ہے اور یہ دلوں کو گرماتی اور عزم و ہمت عطا کرتی رہے گی۔

صدیاں گزر چکی ہیں۔ آج بھی حق و باطل میں جنگ جاری ہے۔ بقول اقبال آج بھی دجلہ و فرات اُسی طرح بہہ رہے ہیں۔ اور ان کے کناروں پر یہ معرکہ جاری ہے۔ طاغوت اپنی تمام قوت اور وسائل کے ساتھ میدان میں ہے، لیکن اس سے ٹکر لینے کے لئے حسینؓ جیسی کوئی سرفروش ہستی موجود نہیں ہے۔ وہ ملتِ اسلامیہ سے بڑے دکھ اور رنج سے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں حسینؓ جیسے جذبہ اور عزم و ہمت رکھنے والی شخصیت کی ضرورت ہے۔ لیکن ہمارے درمیان کوئی ایسی ہستی موجود نہیں۔ یہ امت آج بھی ایسے ہی رجل عظیم کا انتظار کر رہی ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا پیغام

اور اب کعبہ کی بیٹیاں!

عرفان صدیقی

مسجد سیدنا امیر حمزہؓ گرادی گئی۔ اس سے منسلک مدرسہ بھی منہدم ہوگیا۔ درجنوں اور مساجد اگلے چند دنوں میں گرائی جانے والی ہیں۔ روشن خیالی کی سیاہ گنبدوں اور میناروں سے کھیل رہی ہے اور کعبہ کی بیٹیاں گم صم کھڑی ہیں کہ نہ جانے اُن پہ کیا گزرنے والی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان پر یہ کیسا وقت آن پڑا ہے کہ کعبہ کی بیٹی کو مسمار کرنا پنواڑی کے کھوکھے کو گرانے سے بھی زیادہ آسان ہوگیا ہے؟

تسلیم کہ نائن الیون کے بعد دنیا تبدیل ہوگئی ہے لیکن کیا یہ دنیا صرف ہمارے لئے ہی تبدیل ہوئی ہے؟ بجا کہ امریکہ اپنے ارادوں کی راہ میں مزاحم ہونے والوں کو بم مار مار کر پتھر کے زمانے میں دھکیل دیتا ہے لیکن کیا اُس نے یہ قوت وصلاحیت ہمارے لئے حاصل کی ہے؟ دنیا بھر کے دوسو ممالک میں سے کسی ایک کا نام لیجئے جو امریکہ کے خوف یا اس کی خوشنودی کے لئے اپنی عبادت گاہیں ادھیڑ رہا ہو' اپنی مذہبی و تہذیبی علامتوں پہ کدالیں چلا رہا ہو اور اپنے مذہبی پیشواؤں کی پگڑیاں اچھال رہا ہو؟

اگر امریکہ نامی عفریت سارے عالم کے لئے خطرہ ہے تو پھر صرف ہم پر ہی کیوں کپکپی طاری ہے؟ صرف ہمارے ہاتھ پاؤں کیوں پھولے ہوئے ہیں؟ نام نہاد روشن خیالی کی بجلیاں صرف ہمارے کھیتوں' کھلیانوں کو ہی کیوں راکھ کر رہی ہیں؟ تھوڑی دیر کے لئے بھول جایئے کہ امریکی کروسیڈ کا دست و بازو بننے سے ہمیں کیسے کیسے چرکے لگے۔ ہماری خارجہ پالیسی پر کیا بیتی؟ قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشنز سے کس طرح کے مسائل جنم لے رہے ہیں؟ مغربی سرحد پر اسی ہزار فوج کی تعیناتی سے کس طرح کی پیچیدگیاں جنم لے رہی ہیں؟ ڈمہ ڈولہ' باجوڑ اور رمہ زولہ جیسے واقعات محب وطن قبائلیوں کے قلب و ذہن پر کتنے گہرے زخم لگا رہے ہیں؟ افغانستان میں دفاعی گہرائی کی حکمت عملی پر کیا گزر رہی ہے؟ ایک دوست ملک دیکھتے ہی دیکھتے کس طرح نرغۂ دشمنان میں چلا گیا ہے؟ قومی اعزاز و افتخار کی تابندہ علامت ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو کس طرح ایٹمی سمگلروں کا سرغنہ بنا دیا گیا ہے؟ کل تک ہم جس بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے تھے' آج کس طرح اُسے اپنے اعصاب پر سوار کرلیا ہے؟ کس طرح کشمیر کاز کو سی بی ایم زکے کوڑا دان میں پھینک دیا گیا ہے؟ ملکی آزادی و خودمختاری کیسی جنس بے مایہ بنا دی گئی ہے؟ ہماری حاکمیت اعلیٰ پر کیسی کیسی ضربیں لگ رہی ہیں اور سرزمین پاک کو کس طرح کے وحشی ڈھورڈنگروں کی چراگاہ بنادیا گیا ہے؟

بھول جایئے یہ سب کچھ' اور صرف ایک نکتے پر غور کیجئے کہ ہم اسلام کی درخشاں علامتوں' مدرسہ و مسجد کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟ سوا چودہ سو سال سے مسجدوں کو آباد رکھنے اور قرآن وسنت کی تعلیم دینے والے علماء کے ساتھ کیا رویہ اپنا رکھا ہے؟ دینی مدارس کو کس طرح نشانے پہ دھرلیا ہے؟ اُن کی رگِ جاں دبوچنے کے لئے ان کی مالی اعانت کتنی مشکل بنادی ہے؟ انہیں کیسی کیسی قدغنوں اور پابندیوں میں جکڑا جا رہا ہے؟ ان کے نصاب میں کیسی جدت طرازیوں کی پیوند کاریاں کی جارہی ہیں؟ انہیں کس طرح سب سے نامطلوب ٹھکانے بنادیا گیا ہے؟

پہلے جمعۃ المبارک کی تقاریر کے لئے لاؤڈ سپیکر کا استعمال ممنوع قرار پایا۔ اب خطبات کی ضابطہ بندی کے منصوبے بن رہے ہیں۔ انتظامیہ علماء کو طلب کر کے حکم صادر کر رہی ہے کہ وہ مخالفانہ تقریروں سے باز آجائیں۔ احتجاجی مظاہروں میں جانا اور تقریریں کرنا چھوڑ دیں۔ تمام مساجد و مدارس کو ''اوقاف'' کے سے نظم میں لانے کے منصوبے بن رہے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ مسجد کی روح متحرکہ ضبط کر کے اُسے دوسرے مذاہب کی سی رسمی عبادت گاہ بنا دیا جائے۔ اذانیں گونجتی رہیں لیکن روحِ بلالیؓ جنم نہ لینے پائے۔ نمازیں پڑھی جاتی رہیں لیکن جبینیں اُس سجدے سے عاری رہیں جو ہزار سجدوں سے نجات دلا دیتا ہے۔ قرآن پاک کی آیاتِ مقدسہ کی تلاوت ہو بھی تو اُن کی تشریح وتفسیر نہ ہونے پائے؟ اور اب تو سیل بلا یہاں تک آن پہنچا ہے کہ مسجد و مدرسہ کو راکھ کر کے روشن خیالی کی چشم غزالیں کا کاجل بنایا جانے لگا ہے۔ آخر مساجد اور دینی مدارس ہی عتاب کا نشانہ کیوں ہیں؟ کیا بھانت بھانت کے سفارتخانوں کے قائم کردہ سکولوں اور مختلف بین الاقوامی یونیورسٹیوں سے ملحق تعلیمی اداروں کے بارے میں کسی کو خبر ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ کسی کو اندازہ ہے کہ حیاباختہ این جی اوز پاکستان میں کس کلچر کے بیج بو رہی ہیں؟ کسی کو پروا ہے کہ ذرائع ابلاغ کس طرح کی فحاشی وعریانی کو فروغ دے رہے ہیں؟

پورا پاکستان تجاوزات سے اٹا پڑا ہے۔ کوئی شہر' کوئی قصبہ' کوئی بازار' کوئی محلہ' کوئی گلی غیر قانونی تعمیرات سے خالی نہیں۔ ریلوے کی 80 فیصد سے زائد زمین قبضہ گروپوں کے تسلط میں ہے اور وہاں باقاعدہ کالونیاں' کلب اور دفاتر تعمیر ہو گئے ہیں۔ اسلام آباد جیسے شہر کے ماسٹر پلان کا شیرازہ بکھر چکا ہے' ہر سیکٹر کے گرین ایریاز میں سرکاری ڈھانچے کھڑے ہیں۔ تمام رہائشی علاقے کمرشل مقاصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ ملک بھر کے بااثر لوگوں نے قواعد وضوابط کی دھجیاں اڑاتے ہوئے کئی کئی منزلہ پلازے کھڑے کر لئے ہیں۔ یہ سب کچھ متعلقہ حکومتی اداروں کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے' جن کے چھوٹے چھوٹے اہلکار کروڑ پتی بن گئے ہیں لیکن سرکار کو ان میں سے کسی کی فکر نہیں۔ اس کی ساری توجہ مساجد اور مدارس پر مرکوز ہے جنہیں ''تجاوزات'' قرار دے کر زمین بوس کرنا بالاترین ترجیح بن گئی ہے۔

اسلام آباد کی انتظامیہ نے مسجدیں گرانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ جامع مسجد ضیاء الحق' جامع مسجد شکرال' جامع مسجد منگرال ٹاؤن' جامع مسجد راول چوک' مسجد شہدا' جامع مسجد مدنی' جامعہ حفصہؓ اور جامعہ فریدیہ کو گرانے کے لئے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ یہ تمام مساجد اور مدارس سال ہا سال سے قائم ہیں۔ اسلام آباد کی لال مسجد ایک مدت سے روشن خیالی کے دل کا کانٹا بنی ہوئی ہے۔ اس کے خطیب مولانا عبدالعزیز اور ان کے برادر اصغر مولانا عبدالرشید غازی' ''قبیلۂ دہشت گرداں'' میں شمار ہوتے ہیں۔ جامعہ حفصہؓ کی زمین مدرسے کی خرید کردہ ہے' جہاں گزشتہ پندرہ سال سے تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ آج کل یہاں تین ہزار طالبات زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ فریدیہ گزشتہ 38 برس سے اسی جگہ قائم ہے جس میں چار ہزار طلبہ پڑھ رہے ہیں لیکن مولانا عبداللہ شہید کے فرزندوں کی حق گوئی و بے باکی اُن کا ناقابلِ معافی گناہ بن گئی ہے۔

راولپنڈی اسلام آباد کے تین سو علماء نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ روشن خیالی کے لشکر کا مقابلہ کریں گے۔ قاری سعید الرحمٰن' قاضی عبدالرشید' مولانا عبدالمالک اور مولانا ظہور احمد علوی نے پریس کانفرس سے خطاب کرتے ہوئے بدھ کو ایک بڑے مظاہرے کا اعلان کیا ہے۔ کیا وہ فیصلہ کن لمحہ آن پہنچا ہے جب یہ طے پائے گا کہ پاکستان کو کس طرح کا ملک بننا ہے؟

میں تو اس سوچ میں غلطاں ہوں کہ کیا نائن الیون کے بعد صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دنیا بدلی ہے؟ کیا امریکہ سے ڈرنے اور روشن خیالی کو ''تقاضائے ایمان'' بنا لینے کے معنی یہ ہیں کہ مولوی کو تہمت' مجاہد کو دشنام اور دین محمد ﷺ کے پرچم برداروں کو الزام بنا دیا جائے؟ کیا یہ غارتگر لشکر اب گنبدوں اور محرابوں کے بھی درپے ہو جائیں گے؟ کیا اب کعبہ کی بیٹیوں کا وجود بھی ناقابلِ برداشت ہو چلا ہے؟

(بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

☆ ایک شخص کو سزائے موت سنادی گئی' کیا اُس پر عمل درآمد سے پہلے اُس کی توبہ قبول ہوجائے گی؟

☆ آدمی کے مرنے کے بعد روح کہاں چلی جاتی ہے؟

☆ خودکشی کرنے والے شخص کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: ایک شخص کو اس لیے ہلاک کردیا گیا کہ وہ مسلمان تھا۔ کیا ہم اسے شہید کہہ سکتے ہیں؟ (محمد ندیم)

ج: جی ہاں' کہہ سکتے ہیں۔

س: اگر کوئی شخص خودکشی کرلے تو کیا اس کی روح اس وقت تک دنیا میں پھرتی رہتی ہے جب تک اس کی موت کا وقت نہ آ جائے۔ نیز خودکشی کرنے والوں کے متعلق ہمارا دین کیا کہتا ہے؟ کیا ان کی بخشش ہوجائے گی؟ (نواز خان)

ج: یہ تصور کہ اگر کوئی شخص خودکشی کرلے تو اس کی روح دنیا میں بھٹکتی رہتی ہے' کوئی اسلامی تصور نہیں ہے۔ جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے تو اس بارے میں صحیح بخاری کی حدیث میں آتا ہے کہ جس نے اپنے آپ کو کسی پہاڑ سے گرا کر قتل کردیا تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ اپنے آپ کو ایسے ہی گرا کر قتل کرتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر اپنی جان ضائع کردی تو وہ بھی جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ زہر کھا کر اپنی جان کو قتل کرتا رہے گا۔ اور جس نے کسی لوہے کے ہتھیار سے اپنی جان کو قتل کیا تو قیامت کے دن جہنم میں اس کے ہاتھ میں ویسا ہی ہتھیار ہوگا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کو اپنے پیٹ میں مارے گا اور اپنی جان کو قتل کرے گا۔

اہل سنت کے نزدیک اس حدیث کی شرح میں اختلاف ہے۔ امام نوویؒ صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ اس حدیث میں ایسے شخص کی سزا بیان ہوئی ہے جو کہ خودکشی کو حلال سمجھتے ہوئے ایسا کرے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس حدیث میں ہمیشہ ہمیشہ کے الفاظ سے مراد لمبی مدت ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے کی سزا تو یہی ہے لیکن اگر وہ مسلمان ہوکر مرا تو اللہ تعالیٰ اس پر کرم کرتے ہوئے اس کو معاف کردیں گے۔ ابن حجر نے اس کے علاوہ بھی بعض اقوال نقل کیے ہیں۔

س: سکرات سے کیا مراد ہے؟ سکرات کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی؟ اگر کسی فرد کو سزائے موت سنادی گئی ہو تو کیا سزائے موت پر عمل درآمد سے پہلے اس کی توبہ قبول ہوجائے گی؟ (تنویر احمد)

ج: سکرات الموت سے مراد موت کی بے ہوشی ہے۔ جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ: "ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر" (اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک اس کی روح حلق میں نہ آ پہنچے)۔

امام عبدالرحمٰن مبارکپوری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "یغرغر" سے مراد موت کا یقین ہے۔ جب موت کا یقین حاصل ہوجائے تو پھر توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس سے مراد موت کے فرشتوں کو دیکھنا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

س: کیا محرم کے مہینے میں نکاح یا شادی کی شریعت میں اجازت ہے؟ میں نے سنا ہے محرم یا صفر کے مہینے میں شادی وغیرہ ناجائز ہے (عمران اظہر)

ج: شرعی طور پر اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ محرم یا صفر کے مہینے میں نکاح کیا جاسکتا ہے۔ البتہ واقعہ کربلا کی ہمارے معاشرے میں حساسیت کے پیش نظر نکاح کے لیے 10 محرم کے بعد کی تاریخ اختیار کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ شادی کے موقع پر ڈھول باجے' گانے بجانے جیسے دوسرے غیر شرعی کام محرم کے مہینے میں ہی نہیں بلکہ کسی بھی مہینے میں جائز نہیں۔ لہٰذا ان سے اجتناب کیا جائے۔

س: روح کی کیا حقیقت ہے؟ مرنے کے بعد روح کہاں چلی جاتی ہے۔ کیا قیامت سے پہلے اسے عذاب یا انعام کی کیفیت حاصل ہوتی ہے؟ (شاہ زیب)

ج: روح کی حقیقت کے بارے میں قرآن کا واضح ارشاد ہے: "ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا" (وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ روح میرے رب کا حکم ہے اور تمہیں اس کے بارے میں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں روح کے بارے میں جس قدر ہمیں معلوم ہونا چاہیے وہ بتا دیا گیا ہے۔ مزید کی کھوج کرید مناسب نہیں!

مرنے کے بعد روح عالم برزخ میں چلی جاتی ہے۔ جہاں اسے نیک ہونے کی صورت میں انعام جبکہ بدکار ہونے کی صورت میں عذاب کی کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "و من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون" (اور ان کے پیچھے برزخ ہے اس دن تک جس دن میں وہ اٹھائے جائیں گے)۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب غربی کے نائب امیر' پروفیسر خان محمد کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

☆ حلقہ سندھ جنوبی کے رفیق کلیم رضا خان کے بھائی انتقال کرگئے۔

☆ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خادمِ خاص عبدالغفور مسافر کے نانا اور شعبہ مطبوعات کے کارکن محمد خلیق (قاصد) کے دادا انتقال کرگئے۔

☆ اسرہ پھالیہ کے رفیق علی ارشد کے چچا میاں ظہور احمد ڈکیتی کی واردات میں جاں بحق ہوگئے۔

قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ اسرہ پھالیہ کے رفیق علی ارشد کے چچازاد بھائی ڈکیتی کی واردات میں زخمی ہوگئے ہیں۔

رفقاء و احباب سے ان کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ نامور ڈاکٹر کے پوتے' اعلیٰ تعلیم یافتہ جاٹ خاندان کے اقبال شناس' سخن ور اور باشرع' دبلے پتلے' دراز قد اور جواں صورت 41 سالہ M.B.B.S ڈاکٹر (میڈیکل آفیسر) کے لئے کم و بیش 26 سالہ دراز قامت' خوش مزاج و خوش خصال علم دوست و باذوق اور تقویٰ شعار M.B.B.S لیڈی ڈاکٹر کی تلاش ہے۔

ذات پات' سماجی مرتبہ یا مالی حیثیت وغیرہ سے قطع نظر جلد از جلد رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: محمد سعید:

0463510813 0333-6853466

☆ مغل فیملی کو اپنے برسر روزگار بیٹے' عمر 26 سال' تعلیم بی اے کے لئے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0304-4086707

کالم "تفہیم المسائل" میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

بانی تنظیم اسلامی کا دورہ حافظ آباد اور حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کا چار روزہ دعوتی پروگرام

عرصہ سے مقامی حلقہ قرآنی سے بانی تنظیم اسلامی کے خطاب کا مطالبہ آ رہا تھا' تا کہ ضلع حافظ آباد میں رجوع الی القرآن کی تحریک کو تقویت ملے جو فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر چلائی جا رہی ہے۔ چنانچہ بانی تنظیم اسلامی سے وقت لیا گیا اور اسی اثناء میں مرکزی ناظم دعوت جناب رحمت اللہ بٹر نے گوجرانوالہ ڈویژن کو چار روزہ دعوتی تربیتی پروگرام منعقد کرنے کی ہدایت کی۔ جس پر ناظم حلقہ گوجرانوالہ جناب شاہد رضا نے پروگرام کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اس کے لئے پبلسٹی کے بینرز ہینڈ بل بنائے گئے۔ مقامی سطح پر مختلف احباب سے ملاقاتیں کی گئیں۔ پروگراموں کی تفصیل درج ذیل ہے:

8 جنوری

ناظم دعوت جناب رحمت اللہ بٹر نے مرکزی مسجد تحصیل مرکز میں فکر آخرت کے موضوع پر درس دیا۔ بعد نماز مغرب مسجد کھوہ والی میں اور بعد نماز عشاء مبارک مسجد میں آپ نے عبادت رب کے موضوع پر خطاب کیا۔ ناظم حلقہ جناب شاہد رضا نے بعد نماز عشاء عثمانیہ مسجد میں نماز کی اہمیت پر گفتگو کی' اور مسجد حنیف میں جناب عبدالرحمٰن نے عبادت رب کی وضاحت کی۔

9 جنوری

چودھری رحمت اللہ بٹر نے بعد نماز فجر مسجد گاؤں ممنا میں عبادت رب' بعد نماز ظہر مسجد تحصیل والی میں شہادت علی الناس' بعد نماز عشاء قدس مسجد میں عبادت رب کے موضوعات پر اور مسجد کھوہ والی میں سورۃ الحج کی آخری دو آیات کے حوالے سے گفتگو کی۔ حلقہ کے ناظم دعوت جناب خادم حسین نے عبادت رب اور شہادت علی الناس کے موضوعات پر عثمانیہ مسجد میں' جناب عبدالرحمٰن نے بعد نماز عشاء نبی اکرم ﷺ اور قرآن مجید کے حقوق کے حوالے سے مسجد حنیف میں' جناب محمد طاہر نے لوازم نجات پر مسجد نور میں اور جناب شاہد رضا نے سورۃ الماعون کے حوالے سے مسجد مبارک میں گفتگو کی۔

10 جنوری:

مرکزی ناظم دعوت چودھری رحمت اللہ بٹر نے بعد نماز فجر ممنا گاؤں کی مسجد' جبکہ بعد نماز ظہر مسجد کھوہ والی میں سورۃ الحج کی آخری آیات کا درس دیا۔ بعد نماز عشاء جناب عبدالرحمٰن نے مسجد حنیف میں مقصد بعثت نبوی کو بیان کیا۔ اِسی وقت جناب شاہد رضا نے مسجد مبارک میں جہاد و قتال کے موضوع پر' جناب خادم حسین نے عثمانیہ مسجد میں اقامت دین کے حوالے سے اور جناب محمد طاہر نے فرائض دینی کے جامع تصور پر گفتگو کی۔

11 جنوری

بعد نماز ظہر بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ نے شہر کے مرکز جناح پبلک ہال میں ''امت مسلمہ کی زبوں حالی'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے واضح کیا مسلمانوں کی زبوں حالی کا سبب اللہ کے دین سے بے اعتنائی ہے۔ ہماری نجات کی صورت یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کامل بندگی کریں' دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دیں اور پھر یہ کہ بندگی کے اجتماعی نظام یعنی نظام خلافت کے قیام کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ خطاب کے بعد پریس کانفرنس ہوئی۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے صحافیوں کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ اِس طرح یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

اِس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے حلقہ گوجرانوالہ کے رفقاء و احباب نے بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

(مرتب: محمد بن عبدالرشید رحمانی)

تنظیم اسلامی نارتھ ناظم آباد کراچی کے زیر اہتمام ایک روزہ پروگرام

مورخہ 17 دسمبر بروز اتوار صبح گیارہ بجے نوبل پوائنٹ شادی ہال میں ماہانہ عمومی دعوتی پروگرام منعقد کیا گیا۔ محترم نعمان اختر نے مدرس کے فرائض انجام دیے۔ درس کا موضوع ''عیدالاضحیٰ اور فلسفہ قربانی'' تھا۔ رفقاء و احباب کی حاضری تقریباً 110 رہی۔ پروگرام کا اختتام سوا بارہ بجے ہوا۔ اس کے بعد مقامی امیر تنظیم اظہر ریاض نے رفقاء و احباب کو دوپہر 3 بجے تنظیم اسلامی کے تحت بورڈ آفس چورنگی پر مظاہرہ میں شرکت کی ہدایت کی۔ رفقاء و احباب حسب پروگرام بورڈ آفس پہنچ گئے۔ اس موقع پر 8 ہزار کتابچوں (حقوق نسواں بل: قرآن و سنت کی روشنی میں) کی تقسیم کا اہتمام کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں 15 عدد پلے کارڈز اور دو عدد بینرز بھی فراہم کیے گئے تھے' جن پر اسلام کے نظام ستر و حجاب کے حوالے سے اور حدود آرڈیننس میں ترمیم کے خلاف مواد درج تھا۔ مظاہرہ کی ترتیب اس طرح رہی کہ رفقاء و احباب کو دو مختصر جماعتوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک گروپ کو پلے کارڈز اور بینرز پکڑا کر فٹ پاتھ پر کھڑا کیا گیا اور دوسرے کے ذمہ کتابچے تقسیم کرنے کی ذمہ داری لگائی گئی۔ یہ سلسلہ نماز عصر تک جاری رہا' جس میں چوراہے پر آنے والی یکطرفہ ٹریفک کو متوجہ کیا گیا۔ نماز عصر قریبی مسجد میں ادا کرنے کے بعد تمام ساتھی سڑک کی دوسری جانب رواں ٹریفک کو اپنے پیغام سے مطلع کرنے اور اپنا احتجاج ریکارڈ کرانے میں مصروف رہے۔ نماز مغرب سے بیس منٹ قبل دعا پر یہ مظاہرہ ختم ہوا۔ مظاہرہ میں 25 رفقاء اور 3 احباب نے شرکت کی۔ بعد نماز مغرب مسجد کے باہر ایک کارنر میٹنگ کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں نوید مزمل نے نمازیوں سے خطاب کیا' اور عوام الناس کو اُن کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ ساتھیوں اور احباب نے اس طریق احتجاج کو سراہا' اور آئندہ بھی منکرات کے خلاف اسے اختیار کرانے کی تجویز دی۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے' اس سعی کو قبول فرمائے۔ اور ہمارا نام اپنی حدود کی حفاظت کرنے والوں میں درج فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: اویس پاشا قرنی)

حلقہ سندھ زیریں کے تحت تحفظ نسواں ایکٹ کے بارے میں عوامی آگہی مہم

ویسے تو بدقسمتی سے اسلام کے نام پر قائم ہونے والی مملکت خداداد پاکستان میں اب تک جتنے حکمران برسراقتدار آئے وہ کم روشن خیال نہیں تھے لیکن موجودہ حکمرانوں نے نام نہاد روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام سے بچی کھچی اسلامی اقدار اور ملک و ملت کی اساس پامال کرنے میں جس تیزی کا مظاہرہ کیا ہے' اس کی مثال ملکی تاریخ میں نہیں ملتی۔ داڑھی اور پردے جیسے اسلامی شعائر کی تضحیک' ایک ابھرتی ہوئی اسلامی ریاست کے خاتمہ میں غیر مسلموں کے ساتھ تعاون' جس کے نتیجے میں افغانستان کی تباہی اور ہزاروں افغانیوں کا خون' کل کے مجاہدین کو آج کے دہشت گرد قرار دے کر ہزاروں افراد کو امریکہ کے حوالے کرنا' سرحد اور بلوچستان میں اپنے ہی عوام کے خلاف ملٹری آپریشن اور اس کے نتیجے میں ہلاکتیں' فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلے کو ختم کروانا' تعلیمی نصاب سے قرآنی آیات کو ختم کرنا اور تاریخ کو اسلامی نظریے سے الگ کر کے نئے سرے سے ترتیب دینا' یہ تمام باتیں تو ہیں ہی' حکمران اب مغرب کے ایجنڈے پر شعوری یا غیر شعوری طور پر عمل کرتے ہوئے ہمارے معاشرتی نظام کو جو اب تک ان کے دستبرد سے بچا ہوا تھا' تباہ کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ خواتین کی ترقی کے نام پر انہیں قانون ساز اور بلدیاتی اداروں میں 33 فیصد نمائندگی دینے کے بعد ان کے تحفظ کے نام پر قرآن و سنت سے متصادم تحفظ حقوق نسواں ایکٹ کی منظوری اِسی سمت ایک قدم ہے۔ گویا اب ملک کو مکمل طور پر سیکولر بنانے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ ایسے میں ہماری دینی اور مذہبی جماعتوں نے اپنا کردار ادا نہیں کیا تو شدید اندیشہ ہے کہ ملک آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے سے بھی زیادہ کسی بھیانک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے۔

الحمدللہ' تنظیم اسلامی قومی اور علاقائی سطح پر عوام میں تحفظ نسواں ایکٹ کے بارے میں آگاہی کے لئے ہر ممکن قدم اٹھا رہی ہے۔ اس سلسلے میں حلقہ سندھ زیریں کی سطح پر جو اقدامات کئے گئے اس کی تفصیل ذیل میں درج کی جا رہی ہیں۔

حلقے کی سطح پر نام نہاد تحفظ نسواں ایکٹ کے تجزیے پر مبنی ایک تحریر' کتابچے کی صورت میں طبع کروائی گئی۔ اس کتابچے کے 73000 نسخے عوام میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس ایکٹ میں کون کون سی شقیں قرآن و سنت سے متصادم ہیں اور یہ ایکٹ کس طرح خواتین کے تحفظ سے زیادہ ان کے استحصال میں اضافہ کا سبب بنے گا اور اس ضمن میں کرنے کا اصل کام کیا ہے۔ مزید برآں' اس تجزیئے پر ایک کیسٹ بھی 2500 کی تعداد میں ریکارڈ کئے گئے جو تقسیم کر دیئے گئے اور ندائے خلافت کے خصوصی شمارے کے 6500 نسخے بھی عوام میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ حلقہ نے تناظیم کو اس کے لئے ایک ہفتہ کی مہم چلانے کی ہدایت کی۔ اس مہم کی تفصیل

درج ذیل ہے:

تنظیم اسلامی نارتھ کراچی: 5000 کتابچے اور ندائے خلافت کے 1000 نسخے تقسیم کیے گئے۔ 30 مظاہرے کیے گئے اور 3 کارنر میٹنگز کی گئیں۔ علاقے کی دو مساجد کے خطباء سے رابطہ کر کے اُن سے خطاب جمعہ میں اس موضوع پر گفتگو کی درخواست کی گئی۔

تنظیم اسلامی نارتھ ناظم آباد: 8000 کتابچے اور ندائے خلافت کے 375 نسخے تقسیم کیے گئے۔ 3 مظاہرے کیے گئے اور 2 کارنر میٹنگز کی گئیں۔ مساجد کے خطباء سے رابطوں کے لیے 9 رفقاء پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور رابطے جاری ہیں۔

تنظیم اسلامی وسطی: 1550 کتابچے تقسیم کیے گئے۔

تنظیم اسلامی گلشن اقبال: 10000 کتابچے اور ندائے خلافت کے 5500 نسخے تقسیم کیے گئے۔ گشت اور خصوصی ملاقاتیں کی گئیں۔ کارنر میٹنگز کی گئیں۔

تنظیم اسلامی گلستان جوہر: 500 کتابچے اور ندائے خلافت کے 200 نسخے تقسیم ہوئے۔

تنظیم اسلامی سوسائٹی: 1200 کتابچے اور 250 ندائے خلافت اور 500 کیسٹس تقسیم کی گئیں۔

تنظیم اسلامی شاہ فیصل/ملیر: 500 کتابچے تقسیم کیے گئے۔

تنظیم اسلامی لانڈھی: 2500 ہزار کتابچے اور ندائے خلافت کے 15 نسخے تقسیم ہوئے۔

تنظیم اسلامی کورنگی: 4000 کتابچے اور ندائے خلافت کے 100 نسخے تقسیم ہوئے۔

تنظیم اسلامی جنوبی: 5000 کتابچے اور 500 ندائے خلافت کی تقسیم ہوئی۔

تنظیم اسلامی حیدر آباد: 500 کتابچے تقسیم ہوئے۔

اسرہ اورنگی: 500 کتابچے تقسیم کیے گئے۔ دفتر اسرہ میں افہام و تفہیم کے لئے احباب کے ساتھ ایک نشست رکھی گئی۔

حلقۂ خواتین: 600 کتابچے تقسیم کیے گئے اور حلقہ خواتین کی جانب سے 10000 ہینڈ بلز طبع کروا کے ان کی تقسیم ہوئی۔ ہینڈ بل کا عنوان ''اے ماؤ' بہنو' بیٹیو قوموں کی عزت تم سے ہے'' رکھا گیا۔

دفتر حلقہ: ارکان قومی اسمبلی' ممبران بار کونسل' جامعہ کراچی کے اساتذہ کرام' حیدر آباد اور کراچی کے احباب کو کتابچے ارسال کیے گئے۔ کینٹ ریلوے اسٹیشن سے اندرون ملک جانے والی ٹرینوں کے مسافروں میں کتابچے تقسیم کیے گئے۔ مرکزی مظاہرہ میں حقوق نسواں ایکٹ کو مقررین کی گفتگو میں شامل کروایا گیا۔ اس کے علاوہ شہر کے مندرجہ ذیل 7 مقامات پر عوامی دروس قرآن میں اسی کو موضوع گفتگو بنایا گیا: (1) نوبل پوائنٹ شادی ہال' نارتھ ناظم آباد (2) قرآن مرکز' گلزار ہجری (3) ہل ٹاپ لان' گلستان جوہر (4) پی آئی بی لان' پی آئی بی کالونی (5) مدرسہ رباط العلوم' شہید ملت روڈ (6) شاہ فیصل کالونی (7) قرآن مرکز' کورنگی

اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ اللہ کی رضا کی خاطر غیر اسلامی ایکٹ کو واپس لیں۔ آمین! (رپورٹ: محمد سمیع)

سکھر میں اسلامی معاشرتی اقدار کے حوالے سے مظاہرہ

25 دسمبر 2006ء بروز پیر سکھر شہر میں ایک احتجاجی مظاہرہ ہوا' جس کی پیشگی اطلاع تمام رفقاء کو دے دی گئی تھی۔ مظاہرہ کے لئے 15 عدد بینرز 20 عدد ٹی بورڈز اور تین ہزار ہینڈ بلز تیار کروائے گئے تھے۔ بوقت ظہر اکثر رفقاء حلقہ کے دفتر میں پہنچ گئے۔ نماز ظہر کے بعد امیر حلقہ کی خصوصی ہدایات کے ساتھ یہ قافلہ شہر کے لئے روانہ ہوا۔

مظاہرہ کا آغاز سکھر پریس کلب سے کیا گیا' جہاں مقررین نے باری باری معاشرتی اقدار کے حوالے سے تقریریں کیں۔ کچھ رفقا ہینڈ بلز تقسیم کرتے رہے' کچھ بینرز اور ٹی بورڈز ہاتھوں میں تھامے کھڑے رہے۔ بینرز اور ٹی بورڈز پر درج ذیل عبارتیں اور نعرے درج تھے:

1۔ سب سے پہلے دین اسلام ـــــ یہ ہے بندۂ مومن کی پہچان
2۔ باشرم و باحیا ـــــ بندۂ مومن باصفا
3۔ دجالیت کا آخری فتنہ ـــــ فتنۃ النساء

سوا گھنٹے کے بعد یہ پرامن قافلہ شہر کے اہم مقام گھنٹہ گھر کے لئے روانہ ہوا۔ گھنٹہ گھر پر بھی رفقاء نے اسلام کی معاشرتی اقدار اور حقوق نسواں بل کی حقیقت لوگوں کے سامنے واضح کی۔

نماز مغرب سے پہلے مظاہرہ کا اختتام ہوا۔ امیر حلقہ نے مظاہرہ میں شرکت کرنے والے رفقاء و احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اِس مظاہرہ میں 50 رفقاء اور 10 احباب شریک ہوئے۔ (رپورٹ: نصر اللہ انصاری)

ماہانہ اجتماع تنظیم اسلامی فورٹ عباس (حلقہ بہاولنگر)

5 جنوری 2007ء کو تنظیم اسلامی فورٹ عباس کا ماہانہ اجتماع منعقد ہوا۔ یہ پروگرام مقامی دفتر تنظیم اسلامی میں صبح دس بجے شروع ہوا۔ امیر حلقہ محمد منیر احمد وقت مقررہ سے پہلے ہی تشریف لے آئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد وقار اشرف نے ابتدائی گفتگو میں رفقاء تنظیم پر واضح کیا کہ ہمیں اپنی سوچ کو بھی اپنے مقصد کی طرح وسیع اور اوراالائشوں سے پاک کرنا ہوگا' تبھی ہمیں اپنا عظیم مقصد حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔

امیر حلقہ محمد منیر احمد نے گفتگو کرتے ہوئے واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں سے کلی اطاعت چاہتا ہے' جزوقتی اطاعت قبول نہیں کرتا۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کی راہ میں اپنا سب کچھ لگا دیں جو اُس نے ہمیں دیا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ؐ کے اصحابؓ نے اپنا سب کچھ قربان کیا' تب جا کر دین غالب ہوا۔ اگر ہم نے دین کو غالب کرنا ہے تو ہمیں جان' مال اور اوقات کی قربانی دینی پڑے گی۔ پھر ان شاء اللہ ہمیں دنیوی کامیابی اور اُخروی فلاح ضرور ملے گی۔

راقم نے رفقاء تنظیم کے مطلوبہ اوصاف پر روشنی ڈالی۔ آخر میں امیر حلقہ نے حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں واضح کیا کہ ایمان اُس شخص کا مکمل ہوتا ہے جو لوجہ اللہ دوسروں سے محبت اور عداوت رکھے۔ آج ہمیں اپنے کردار کو اسی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ آخر میں کھانے کا انتظام کیا گیا۔ اس پروگرام میں 23 رفقاء اور 4 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی و جہد کو قبول کرے۔ (آمین) (محمد رضوان عزمی)

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام 14 جنوری 2007ء کو ایک روزہ دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ مقررہ تاریخ کو امیر تنظیم اسلامی ایبٹ آباد جناب ذوالفقار علی کی امارت میں چار رفقاء پر مشتمل قافلہ کالا پانی کے لیے روانہ ہوا۔ کالا پانی کی جامع مسجد خلفائے راشدین میں قیام کیا۔ مشورے کے بعد مقامی احباب سے ملاقات کی گئی۔ اور بعد نماز ظہر درس قرآن کا پروگرام رکھا گیا۔ یہ درس حافظ محمد ہارون قریشی نے دیا۔ آپ نے سورت الاحقاف کے پہلے رکوع کا درس دیا' جس میں توحید اور شرک کے مفہوم کی عام فہم انداز میں وضاحت کی۔ بعد ازاں رفقاء نے مقامی بازار میں دعوتی گشت کیا گیا اور احباب کے سامنے دینی فرائض مختصر طور پر بیان کیے۔ اس دوران لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ آخر میں امام مسجد سے ملاقات کر کے ان کے تعاون کا شکریہ ادا کیا گیا' اور انہیں تنظیمی کتب کا ایک سیٹ پیش کیا گیا۔ رفقاء واپسی کے لیے عازم سفر ہوئے اور مغرب سے قبل اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی یہ سعی و جہد اپنے دربار میں قبول و منظور فرمائے اور اسے ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے (آمین) (رپورٹ: اسد قیوم)

اجلاس توسیعی مشاورت تنظیم اسلامی پنجاب وسطی کی روداد

تنظیم اسلامی کی اہم خوبی یہ ہے کہ وہ مشاورت میں اپنے تمام رفقا کو شامل کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب اور ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2 جھنگ صدر تشریف لائے۔ لیہ' جھنگ' ٹوبہ سے تمام ملتزم و مبتدی رفقاء کو دعوت دی گئی تھی۔ چار احباب عبداللہ ابراہیم جھنگ' عبدالرحمٰن خالد ٹوبہ' چوہدری صادق علی لیہ' محمد طیب ٹوبہ نے اپنی تجاویز اور تنقید سے توسیعی مشاورت کے پروگرام میں حصہ لیا۔ جسے امیر محترم اور ناظم اعلیٰ نے نوٹ کیا۔ اِس مجلس مشاورت میں تنظیم اسلامی کی فکر کی تشہیر' ابلاغ' حالات حاضرہ' پالیسی اور دعوت کے حوالے سے بڑے مفید مشورے دیئے گئے۔ اجلاس کے اختتام پر نماز ظہر ادا کی گئی۔ رفقاء کے تقاضے پر امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے حالات حاضرہ اور تنظیم اسلامی کا موقف کے عنوان پر گفتگو کی۔ اجلاس کے آخر میں کھانا پیش کیا گیا جس میں اکیڈمی کے کارکنان نے خدمت انجام دی۔

(رپورٹ: رانا صبغت اللہ)

ایران کو دھمکیاں

اگر چہ امریکیوں کا اصرار ہے کہ وہ ایران پر حملہ کرنے کے منصوبے نہیں بنا رہے' تاہم ان کے عزائم خطرناک صورت حال کی نشان دہی کرتے ہیں۔ خصوصاً امریکی وزیر جس قسم کے بیان دے رہے ہیں' یہ ان بیانات سے ملتے جلتے ہیں جو انہوں نے 2003ء میں عراق پر حملے سے قبل دیئے تھے۔ اس سلسلے میں امریکی استعمار پسندی کے مخالف مصنف باب وڈورڈ کی دو کتابوں ''بش ایٹ وار'' اور ''پلان آف اٹیک'' کا مطالعہ بڑا مفید ہے۔

پچھلے دنوں وائٹ ہاؤس نے ایران کے متعلق بیان جاری کیا' تو اس میں یہ زور دے کر کہا گیا کہ امریکا ایران پر فوجی حملہ نہیں کرنا چاہتا۔ ظاہر ہے ایران جیسے وسیع ملک پر حملہ کر کے قبضہ کرنا بچوں کا کھیل نہیں' خصوصاً جب عراق اور افغانستان میں امریکی فوج پہلے ہی خاصی مشکلات میں گرفتار ہے۔ اس کے باوجود امریکی حکومت کے تیور کچھ اور ہی کہانی سناتے ہیں۔

ہمارے خیال میں امریکی ''سنہرے موقع'' کی تلاش میں ہیں۔ یاد رہے کہ اسرائیل نے 1981ء میں عراق پر ہوائی حملہ کر کے ایٹمی طاقت بننے کا صدام حسین کا خواب ملیا میٹ کر دیا تھا۔ امریکا ایران میں بڑے پیمانے پر ایسی ہی کارروائی کر کے ایرانی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کر سکتا ہے۔

اس ماہ کے اوائل میں صدر بش نے اعلان کیا تھا کہ وہ خلیج میں ایک اور طیارہ بردار جہاز بھجوا رہے ہیں' نیز مزید میزائل نصب کیے جائیں گے تاکہ علاقے میں امریکی فوج کو دشمنوں سے تحفظ مل سکے۔ صدر بش نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ''وہ ایسے تمام نیٹ ورکوں کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں جو عراق میں ہتھیار یا جنگجو بھجوا رہے ہیں۔

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ امریکا کی بدنام زمانہ منافقت اپنے عروج پر ہے۔ لے دے کر جنگ سے باز رہنے کی یہی امید رہ جاتی ہے کہ بش حکومت کے انتہا پسند نیوکونز عراق اور افغانستان میں ملنے والے اسباق دیکھ کر مزید مہم جوئی سے باز رہیں گے۔

افغانستان میں مزید امریکی فوجی

امریکا کے وزیر دفاع' رابرٹ گیٹس نے کابل کا دورہ کرتے ہوئے اشارہ دیا ہے کہ افغانستان میں مزید امریکی فوج بھجوائی جا سکتی ہے تاکہ طالبان کا مقابلہ کیا جا سکے۔ موصوف نے افغان صدر' حامد کرزئی سے اتفاق کیا کہ طالبان کے فوجی مراکز پاکستان میں واقع ہیں اور وہ وہاں فوجی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ پاکستانی حکومت بار بار اس الزام کو مسترد کرتی ہے مگر اس کے اتحادیوں کو یقین نہیں آتا۔

دراصل طالبان کو افغانستان کے عام لوگوں کی حمایت حاصل ہوئی ہے' تبھی ان کا احیا ہوا ہے۔ عام افغانی دیکھ رہا ہے کہ افغان حکومت اور امریکا کے بلند و بالا دعوؤں کے باوجود اس کی حالت نہیں سدھری اور وہ ماضی کی طرح غربت اور کسمپرسی کی زندگی گزار رہا ہے۔ پھر افغانستان میں قبائل اور جنگی سرداروں کا باہمی جنگ و جدل بھی عروج پر ہے اور امن و امان عنقا۔ اس امر نے بھی افغانوں کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ طالبان کی پشت پناہی کریں۔

پاکستان کے قبائلی علاقوں میں نئی سیکیورٹی فورس

پاکستان کے قبائلی علاقوں میں قیام امن کے لئے امریکا کے تعاون سے نئی سیکیورٹی فورس قائم کی جائے گی۔ سیکیورٹی فورس کے قیام کے لئے امریکا 38 ملین ڈالر دے گا۔ منصوبے کے تحت شمالی اور جنوبی وزیرستان میں 900' خیبر اور مہمند میں 500 ریکروٹس کو تربیت دی جائے گی۔ ان سیکیورٹی اہلکاروں کی تربیت کا عمل رواں سال کے آخر تک چار مراحل میں مکمل کر لیا جائے گا۔ یہ فورس قبائلی علاقوں میں قیام امن اور ڈرگ اسمگلنگ کے خاتمے کے لئے ریگولر فورس کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھالے گی۔

نائجیریا کی تنظیموں کا امریکا کے خلاف ہرجانے کا دعویٰ

نائجیریا کی 30 کے قریب تنظیموں کے اتحاد نے کہا ہے کہ وہ اپنے ملک پر سابق عراقی صدر صدام حسین کو یورینیم فروخت کرنے کے جھوٹے الزام کے جرم میں امریکا پر 2 ارب ڈالر کے ہرجانے کا دعویٰ دائر کرے گا۔ اتحاد کے صدر مصطفیٰ کادی نے کہا اس جھوٹے الزام کی وجہ سے نائجیریا کی دنیا بھر میں سبکی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اس ناقابل تلافی نقصان کے جرم میں امریکا پر 2 ارب ڈالر کے ہرجانے کا مقدمہ دائر کریں گے۔ یہ مقدمہ فرانس یا بیلجیم میں سے کسی ایک ملک کی عدالتوں میں دائر کیا جائے گا۔

صومالیہ میں حالات کی تبدیلی

پاکستانی اردو ذرائع ابلاغ نے صومالیہ میں آنے والے نئے انقلاب کو اہمیت نہیں دی حالانکہ یہ ہمارے لیے بھی کئی اہم نکات رکھتا ہے۔ صومالیہ میں ایتھوپیا کی فوج نے امریکا نواز حکومت قائم کر دی ہے اور وہ ابھی تک وہیں مقیم ہے۔ یاد رہے کہ جنوبی صومالیہ میں پچھلے سال ایک اسلامی تنظیم' اسلامک کورٹس کونسل کی حکومت قائم ہو گئی تھی جس نے صرف چھ ماہ کی مختصر مدت میں علاقے میں امن و امان قائم کر دیا تھا۔

امریکا نے یہ واویلا مچا دیا کہ تنظیم میں دہشت گرد بھی شامل ہیں۔ بس اسی تناظر میں ایتھوپین فوج نے جنوبی صومالیہ پر حملہ کر دیا۔ صومالیہ پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے امریکی حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں' وہ قابل ذکر ہیں۔ اس نے ان صومالی گروہوں سے ہاتھ ملا لیے جن کی پہلے امریکی فوج سے زبردست لڑائیاں ہوئیں تھی۔ امریکی پٹھو حکومت کا وزیر اعظم حسین عدید ہے۔ اس کے باپ' فرح عدید نے عشرہ نوے کے اوائل میں 18 امریکی فوجی مار کر ان کی لاش گلیوں میں پھرائی تھیں۔ ٹیلی ویژن پر یہ لرزہ خیز مناظر دیکھ کر پوری امریکی عوام کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

صدر جارج بش نے اسلام کے خلاف جو صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے' اس نے انہیں مجبور کر دیا ہے کہ وہ ماضی کے دشمنوں سے بھی دوستی کر لیں۔ مزید براں امریکی اخبارات نے انکشاف کیا ہے کہ بش حکومت نے 2002ء سے کروڑوں ڈالر کا اسلحہ ایتھوپیا بھجوایا ہے اور اس کے فوجیوں کو جنگی تربیت دی ہے تاکہ وہ اسلام پسندوں کو صومالیہ سے نکال سکے۔

طالبان کی طرح اسلامک کورٹس کونسل نے بھی اپنے وطن میں امن و امان کی حالت بہت بہتر بنا دی تھی۔ وہاں پچھلے پندرہ سال سے لاقانونیت کا دور دورہ تھا اور جنگی سرداروں نے علاقے بانٹ لیے تھے۔ وہ وہاں من مانی کرتے رہتے۔ اسلامی تنظیم نے ان سب کو جنوبی صومالیہ سے نکال باہر کیا اور یوں صومالیوں کو آزادی سے سانس لینے کا موقع دیا۔ اب وہاں ایک بار پھر وہ لٹیرے دندناتے پھر رہے ہیں' جنھوں نے عام صومالیوں کا جینا حرام کر دیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے لیے امریکا نے اسرائیل کے علاوہ ایتھوپیا کو اپنا گہرا دوست بنا لیا ہے۔ مسلم ممالک کو اب ان صلیبیوں سے بہت خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ امریکا کو اپنا ملجا و ماوی بنانے کے بجائے دیگر عالمی طاقتوں خصوصاً چین سے روابط بڑھائیں۔ نیز امیر اور فوجی لحاظ سے طاقت ور اسلامی ممالک بھی اپنا اتحاد مضبوط کریں تاکہ درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔

یہ صرف پیسے کا معاملہ ہے

بنگلہ دیش کی دو بڑی سیاسی جماعتوں' بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی اور عوامی لیگ کے مابین جاری کشمکش سے آئندہ پارلیمانی انتخابات دور جا پڑے ہیں۔ کئی ماہرین نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ بنگلہ دیشی فوج صورت حال سے فائدہ اٹھا کر اقتدار سنبھال سکتی ہے جو اچھی بات نہیں ہوگی۔

اُدھر گرامین بینک کے سربراہ اور نوبل انعام یافتہ معاشیات دان محمد یونس کا کہنا ہے کہ انتخابات کے التوا اور ملک میں ایمرجنسی لگنے سے عام لوگوں نے سکھ کا سانس لیا ہے۔ محمد یونس کہتے ہیں ''عام لوگ احتجاج اور ہڑتالوں کی سیاست سے تنگ آ چکے ہیں۔ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ سیاست دان صرف پیسے کی سیاست کرتے ہیں۔ وہ اقتدار اسی لیے چاہتے ہیں تاکہ اپنی تجوریاں خوب بھر سکیں۔ وہ عوام کی خدمت یا کسی نظریے پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔''

اسرائیلی سپہ سالار کا استعفیٰ

اسرائیل فوج کے سربراہ نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ یہ استعفیٰ اس لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے کہ یوں اسرائیلی فوج نے لبنان جنگ میں اپنی ناکامی تسلیم کر لی ہے۔ اُدھر اس سے وزیر اعظم ایہود اولمرٹ کی حکومت مزید مشکلات کا شکار ہو گئی ہے' جسے خودکُشی الزامات کا سامنا ہے۔

شنید ہے کہ اگر فلسطین میں حماس اور الفتح کی لڑائی جنم نہ لیتی' تو اب تک ایہود اولمرٹ کی چھٹی ہو جاتی۔ فلسطین میں خراب حالات نے اُسے اقتدار کے مزید مزے اٹھانے کا موقع فراہم کر دیا۔

One thing which must be noted is that Pakistan's deployment in Waziristan is NOT affecting the war in Afghanistan. All the fighting in Afghanistan is being done in Helmend and Kunar which are farthest from Waziristan. It clearly proves that the resistance force, lumped together and labeled as Taliban are not operating or entering from Waziristan and only few desperate men of foreign origin or locals may have holed up there who also happen to have relations with the local tribals. There is absolutely no military, moral or political justification to deploy 80,000 men in these regions especially in Waziristan when the events in the agency are NOT affecting the war in Afghanistan but creating serious traps for Pakistan army. This is a completely disproportionate deployment of forces and creates only major security crisis for Pakistan.

Building Trust remains the biggest challenge between army and the local residents. Tribal leaders simply do not trust Pakistan that Islamabad would honor its commitments. Worst fears of tribal people and people in their protection is that Pakistan will hand them over to U.S. for Guantanamo which is seen such a dishonor that death is preferred over it. Musharraf has proved with his statements how his regime is selling these people for a paltry sum to the United States. Pakistan has not yet stopped sending people to Guantanamo and the trust deficit remains serious. Hundreds of ordinary Pakistanis are still missing. ISI and other agencies are still busy in rounding people and protests of the families of missing people are a dialing routine. The new breed of young tribal men, resisting injustice and oppression are not under the control of traditional tribal Maliks but are still within the moral pressure of their tribe.

Future Projections:

Whatever is happening in Waziristan has its global roots also and cannot be ignored. The war between U.S. and the Muslim world is irrevocable now. Every day, anger is growing in the Muslim world against U.S. occupation and the U.S. imposed puppet regimes — whether they are in Somalia, Iraq, Afghanistan or Islamabad. Any government which is seen to be stooge of the U.S. does not have future for long. For Islamabad to have any say within its own angry population bent on resistance, it remains important that at the very least its religious and moral credentials remain impeccable. U.S. will remain in Afghanistan for some foreseeable future and hostility against U.S. would also grow in Afghanistan, not just in tribal areas of Pakistan. Recent anti-U.S. riots in Kabul should be noted carefully.

It is not Taliban but all ordinary Afghans, living and suffering outside the circle of opportunists reaping the benefits of collaboration, are coming back in Afghanistan with vengeance. With present levels of military commitment by U.S., there is no possibility that Afghan resistance can be crushed. The show has been deliberately kept on, to justify prolonging the occupation. In fact, everyday, they will be gaining more and more strength. Resistance to the unjust and illegitimate occupation of Afghanistan is a reality. Limiting this resistance to Taliban will not help the U.S. and its allies consolidate their grip on Afghanistan.

There is no possibility that Kabul regime would drop its hostile posture against Pakistan. Pakistan has now got an enemy regime in Kabul which needs to be kept in check not fully backed and supported. They would always bite the hand which feeds them.

Pakistani tribal areas cannot fully be cleaned of those whom are sympathizing with resistance in Afghanistan but their levels of military engagement can be brought down to acceptable levels which should not create major uprising in tribal areas against Pakistan. Since U.S. policies of supporting non-Pashtuns and its war against Taliban is the biggest cause of Pashtun unrest, it will not be possible to isolate Pakistani tribal areas from developments in Afghanistan. It would be a futile exercise if the military regimes in Islamabad thinks it can isolate Pashtuns under present policies.

Indian and Afghan assets would continue to exploit the local Pashtun unrest to create security issues for Pakistan, to create confusions between parties and to initiate a civil war in Pakistan on the pattern of Iraq and Palestine. The United States and India are interested in degrading Pakistan military forces in the eyes of Pakistani nation to the extent that no one is willing to see his son in military uniform. General Musharraf, with his cowardly and myopic approach, has already brought enough shame and disgrace for the armed forces with acts like accepting responsibility for the American crimes against Pakistani people. (Continue)

مرکز تنظیم اسلامی کی مرتب کردہ سال نو کی ڈائری

DIARY 2007

مع

ذاتی احتسابی اصلاح ڈائری

یہ ڈائری خاص طور پر رفقاء تنظیم اسلامی کے لئے تیار کی گئی ہے۔ سال 2007ء کی ڈائری کا کام دینے کے علاوہ یہ ذاتی احتسابی یادداشت بک کے متبادل کے طور پر بھی استعمال کی جا سکتی ہے

تعارفی قیمت -/75 روپے

ڈائری محدود تعداد میں پرنٹ کروائی گئی ہے لہٰذا پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر

اپنے **علاقائی تنظیمی مراکز** سے رابطہ کریں

براہِ راست مرکز سے منگوانے کیلئے اپنا آرڈر بذریعہ خط، ای میل یا فیکس بھیجیں

مرکز تنظیم اسلامی

67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔فون: 6316638-6366638

فیکس: 042-6271241 ای میل: markaz@tanzeem.org

Vol: 16 Regd. No. LRL -50 No. 03

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan

The Waziristan Factor (ii)

On the Issue of strategy:

The greatest mistake committed by Pakistan was when its military leadership buckled under the U.S. threat for cooperation. It almost immediately decided to side with Americans in the war of terrorism that it did not define the limits and terms of its cooperation with U.S.. There is no anti-terror policy in Islamabad till date. Islamabad today is perceived as the single most powerful apparatus for unleashing terror and forcing its own people into submission.

On the external front, Pakistani military leadership kept on obeying U.S. beyond all limits of

Bombing raids and other crime against people in tribal areas are hardly different than what the Israelis and Americans are doing in the areas under their occupation.

decency, morality, international and human laws while U.S. kept its most inhuman treatment of Muslims captured in Afghanistan and Pakistan. While Pakistan took pride in arresting or killing thousands of Arabs and Pashtuns, it was taken as an enemy State along with U.S. by the Islamists. President Musharraf was particularly targeted for his closest association with U.S. and killing at least 4000 people in the tribal regions.

Later on U.S. invasion of Iraq proved beyond any doubt that U.S. had other intentions within the Muslim world and all States and leaders associated with U.S. in this Plan were equal enemies. Guantanamo Bay and Abu Gharaib incidents had really set the fire raging within Muslims and within new breed of tribal Pashtuns, who are victims of the Pakistan military's excesses in their land and who first hand witnessed blowing of their houses and massacre of their relatives at the hands of Pakistani forces, acting like occupation forces from outside. Those were the results of General Musharraf's decision to send in military in the tribal areas without addressing any of the political or religious issues involved.

Sending in the army without creating a favorable political and religious environment was the second biggest blunder of Pakistan. In the absence of any anti-terror policy of its own, Pakistan had only acted under U.S. duress and went into tribal regions and made aggressive intrusions into local culture, traditions and customs which infuriated further the entire population of those regions. The leadership of the militants was in the hands of new generation of angry men who were not under the influence of tribal elders - like Nek Mohammed and others.

As a general rule, Taliban, Arabs and these local militants never wanted to fight Pakistan army but aggressive intrusion of army into their domain without any moral authority created this dangerous confrontation causing great loss to army and creating much bad blood between tribals and federal government. Still, it is to be noted that there was no widespread rebellion in the tribal regions and not all tribals rose in arms against federal army or the northern alliance government or the U.S. In Pakistan, South Waziristan and North Waziristan were the main problematic regions only.

It should be kept in mind that revolt in tribal regions is a religious and political uprising against the oppressive occupation of Pakistan by its own armed forces, but also has strong Pashtun tribal and cultural influence as well. Religion and politics combined with local honor and customs created this dangerous mix which simply cannot be contained with brute military force, whether it is Gaza and West Bank or North and South Waziristan. Resistance to occupation and aggression can only be neutralized through granting the right to freedom and independence and moral authority of the religion backed by strong tribal pressure. Military force can never succeed in denying their right to self-respect, self-rule and resistance to occupation and aggression.

Another factor which was never taken into account was the fact that installation of northern alliance government in Kabul had given India an incredible opportunity to set traps for Pakistan army in tribal regions. Also, U.S. never wanted Pakistan to disengage and try to find political solutions of the crisis. Both U.S. and Indian assets were highly active within these regions. For example: Abdullah Mehsud who was "released" from Guantanamo bay came back and instead of fighting the Americans, the first thing he does is to kill the Chinese!!. No "Islamists" ever killed Chinese. It is U.S. policy to use local militants to kill Chinese. That is why we see attacks on Chinese in Northern alliance controlled Konduz and BLA controlled Gawader and Hub as well as "Islamist" controlled Waziristan.

Abdullah Mehsud is a U.S. asset just as Omar Saeed Sheikh was an MI6 and RAW asset. Apart from Abdullah Mehsud, there were dozens of other Pashtun militants sent by Kabul posing as Taliban who fought Pakistan army and set traps for the federal forces. As a general policy local militants avoid fighting Pakistan army and only do so under desperate situation. The Shakai agreement of South Waziristan is an example of the same and is still holding despite death of Nek Muhammad in U.S. strike. Pakistan did not use the media to highlight the Indian and Kabul factor in the so-called tribal militancy as that would have created more frictions between Kabul and Islamabad (as if it was ever low). Islamabad's policy has been based in fear since day one – fear of unknown, fear of Kabul, fear of U.S., fear of Islamists, fear of its image, fear of its own shadow... — thanks to the most coward leadership in these times). In fact, the military regime in Islamabad never had any policy except fear and working under duress.

Now when Islamabad has started dialogue with tribals and signed a truce, U.S. is extremely unhappy. Kabul is worried and India wants to create misunderstandings. No solution is acceptable to them, except vague demands to dismantle "terrorist" institutions and network. Tribals leader only want to be left alone and want to negotiate with army. They are willing to negotiate. Their terms are simple and do-able though U.S. does not like it but is extremely beneficial for Pakistan army to enter into agreements like Shakai and disengage itself from killing its own people.